صلۂ رحمی

مؤلفہ: قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ

مرتبہ: حضرت مولانا ڈاکٹر محمد اسمٰعیل میمن مدنی خلیفہ مجاز حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا

صدیقی ٹرسٹ

صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس ۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

تبلیغ و اِصلاح

تبلیغ و اصلاح کے لئے جہاد کے جذبہ کی ضرورت ہے مسلمان
جو عبادت و اطاعت کیلئے پیدا کیا گیا تھا، اب خود اپنی تعلیمات کو فراموش کر رہا ہے۔
اگر آپ اس کی ضرورت محسوس نہیں کریں گے تو الحاد، لادینی اور بے حیائی
کا طوفان پوری قوم کو تباہ کر دے گا۔

اس امر کے باوجود کہ آپ نماز، روزہ اور شعائرِ اسلامی کے پابند ہیں تبلیغ
کے فرضِ کفایہ کی ذمہ داری سے سُبکدوش نہیں ہو سکتے۔
بنی اسرائیل کی تاریخ گواہ ہے کہ کوئی قوم ہلاکت سے محفوظ نہیں رہے۔
تا وقتیکہ وہ خود بھی عمل کرے اور اپنے بھائیوں کی اصلاح کیلئے بھی کوشش کرے۔
یہ آپ کا فرض ہے اس کارِ خیر اور صدقۂ جاریہ میں حصہ لیجئے۔

اِن رسائل کی اشاعت اور مفت تقسیم کے لئے تعاون کیجئے، خود شائع
کیجئے یا اپنے عطیات ذریعہ بینک ڈرافٹ اور منی آرڈر صدیقی ٹرسٹ کے نام بھیجئے۔
آپ بھی اسلامی تعلیمات پر عمل کیجئے اور اپنی اولاد کو دین کی بنیادی تعلیم سے
آراستہ کیجئے یہ ان کا حق اور آپ کا فرض ہے۔ اس کی جوابدہی آپ کے ذمہ
ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین

صدّیقی ٹرسٹ
صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس
۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد سبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

صلہ رحمی

حامدًا و مصلیًا و مسلمًا ۔ اما بعد یہ رسالہ قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمّد زکریا صاحب نوّر اللہ مرقدہ کی کتاب "فضائل صدقات" کی ایک فصل ہے۔ جس میں صلہ رحمی کے فضائل اور قطع رحمی کی وعیدوں کے بارے میں چند آیات قرآنیہ اور چند احادیث شریفہ ذکر کی گئی ہیں۔

آج کل ہمارے معاشرے میں ہر جگہ یہ مصیبت عام ہے کہ آپس کے تعلقات کو ذرا ذرا سی بات پر قطع کر لیا جاتا ہے۔ معمولی معمولی بات کا بتنگڑ بنا لیا جاتا ہے اور ہفتوں اور مہینوں نہیں بلکہ سالہا سال تک ایک دوسرے کا منہ تک دیکھنا گوارا نہیں ہوتا۔ خاندانوں کے خاندان اور قبیلوں کے قبیلے اس آگ کی لپیٹ میں خود اپنے آپ کو تباہ کر لیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ڈاکٹر محمّد اسماعیل مدنی

ہدیہ بطور صدقہ جاریہ بارہ روپے

حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہ کا ارشاد

اس وقت مسلمانوں میں زوال وادبار کی جو کھلی ہوئی علامتیں اور بے برکتی نحوست، فضیحت ورسوائی، بدنامی وجگ ہنسائی کے جو قومی اسباب پائے جاتے ہیں ان میں تعلقات کی کشیدگی، قطع رحمی اور اس سے آگے بڑھ کر ناچاقی، عداوت ایک دوسرے کی عزت کے درپے ہونا، اس کو خاک میں ملانے کی کوشش کرنا، اور اس کے نتیجہ میں مقدمہ بازی مال اور وقت کی بربادی اور نہ ختم ہونے والی پریشانیاں ہیں، سینکڑوں بلکہ ہزاروں خاندان ہیں جن میں زمین وجائیداد کے سلسلہ میں اور کبھی بعض افسوسناک واقعات کے نتیجہ میں سخت درجہ کی ناچاقی وکشیدگی دیکھنے میں آتی ہے، خاندان دو حصوں میں بٹ جاتا ہے، ملنا جلنا سلام وکلام بھی موقوف ہوجاتا ہے، بعض اوقات صرف غمی کے موقع پر برسوں کے بچھڑے ہوئے ملتے ہیں اور بعض اوقات اس کی بھی توفیق نہیں ہوتی، سالہا سال تک اور نسل درنسل اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور دل ودماغ کی بہترین صلاحیتیں اور توانائیاں دوسروں (اور وہ غیر نہیں خونی اور رشتہ کے بھائیوں) کو نیچا دکھانے اور ان کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے میں صرف ہوتی ہیں، کسی بھائی کی سُبکی اور ناکامی پر ایسی خوشی منائی جاتی ہے جیسے کبھی (دورِ اقبال میں) کسی قلعہ کی فتح اور کسی نئی سلطنت کے حصول پر منائی جاتی تھی، جو لوگ اس پستی سے کچھ بلند ہیں اور اتنے گئے گذرے نہیں اور ان کو کچھ دینی تعلیم یا نیک صحبت حاصل ہے اور وہ اچھے دین دار بھی نظر آتے ہیں وہ۔

بھی صلۂ رحمی کے مفہوم سے ناآشنا، اس کے فضائل سے بے خبر، قرآن وحدیث میں اس کا جو درجہ ہے اس سے یکسر غافل اور دولت بے بہا اور اس سنت جلیلہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت محبوب اور عزیز تھی اور جس کا رنگ سیرتِ نبوی میں بہت نمایاں اور غالب ہے بالکل محروم ہیں، بزرگوں کی دوستی کا نباہ پرانے تعلقات کی پاسداری، والدین کے دوستوں کے ساتھ سلوک، اور اس کو والدین ہی کی محبت وخدمت کا لازمہ سمجھنا، چھوٹوں کے ساتھ الفت، بڑوں کا ادب تو بہت دور کی باتیں ہیں ضابطہ کا تعلق اور قانونی فرائض بھی ادا نہیں ہوتے۔

اس کا نتیجہ ہے کہ خاندان اور محلے اور بھرگھر، جنّت کے بجائے جہنم کا نمونہ اور دارالامن ودارالسلام ہونے کے بجائے دارالحرب بنے ہوئے ہیں، زندگی کا لطف اور اجتماعی زندگی بلکہ اسلامی زندگی کی بھی کوئی برکت نظر نہیں آتی پھر اس کے نتیجہ میں غیبی طور پر اللہ اور اس کے رسول کی اطلاع اور وعدوں کے مطابق جو سزائیں مل رہی ہیں اور جو برکتیں سلب کی جارہی ہیں ان کے سمجھنے کے لیے نہ شریعت اور قرآن وحدیث کا ضروری علم ہے، نہ طبیعتوں میں انصاف نہ وقت میں گنجائش، حالاں کہ قرآن وحدیث میں کھول کھول کر نا اتفاقی قطع رحمی، بغض، کینہ، اور انتقامی جذبہ وکارروائی کے انفرادی اور اجتماعی نتائج بیان کر دیئے گئے ہیں اور اس کے مقابلہ میں صلۂ رحمی، اصلاح ذات البین کی کوشش، عفو ودرگذر، ایثار وقربانی، حق پر ہوتے ہوئے بھی دب جانے اور طرح دے جانے، قطع رحمی کرنے والوں کے ساتھ صلۂ رحمی، تکلیف پہونچانے والوں کو راحت پہونچانے کی فضیلت اور درجہ پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

اسی زمانہ میں دین کے بہت سے شعبوں میں بہت کام ہوا ہے، عبادات و

فضائلِ اعمال پر ایک کتب خانہ کا کتب خانہ تیار ہو گیا ہے، مسائل و احکام پر بھی بڑی بڑی کتابیں تیار ہو گئی ہیں اور کچھ عرصہ سے سیاست و اجتماعیات پر بھی بڑی توجہ کی گئی ہے اور اس کے ایک ایک پہلو کو روشن و نمایاں کیا گیا ہے، ان کوششوں کے اثرات مسلمانوں کی زندگی میں نظر بھی آتے ہیں اور انھوں نے دین کے ان شعبوں میں کچھ ترقی بھی کی ہے لیکن جہاں تک راقم سطور کی معلومات و مطالعہ کا تعلق ہے تعلقات کی استواری، صلۂ رحمی اور اصلاح ذات البین کے موضوع پر بہت کم کام ہوا ہے اور خاص طور پر آسان اردو اور عام فہم طریقہ پر روزمرّہ کی زندگی کے مطالعہ اور واقعات کی روشنی میں بہت کم مضامین و رسائل اور کتابیں لکھی گئی ہیں اور اس سلسلہ میں ہمارے معاشرے میں کچھ بہتری کے آثار بھی نظر نہیں آتے، حالاں کہ آپس کے اختلاف و افتراق، قطع رحمی، برادرکشی اور نزاع باہمی کا مرض وہ عام وبا ہے جس سے مشکل سے کوئی شہر، قصبہ، چھوٹا سا چھوٹا گاؤں اور حد یہ ہے کہ مشکل سے کوئی محلہ اور خاندان محفوظ رہا ہوگا اور اس سے مسلمانوں کی اجتماعی زندگی اس بری طرح متاثر ہو رہی ہے کہ نہ دینی جد و جہد پوری طرح مفید ہو رہی ہے اور نہ سیاسی اتحاد و تنظیم کی کوششیں بارآور ہو رہی ہیں، ضرورت ہے کہ اس شعبہ کی طرف پوری توجہ کی جائے کہ اس کے بغیر زندگی کی چول صحیح طور پر نہیں بیٹھتی اور عبادت و تعلق باللہ میں بھی قوت و قبولیت نہیں پیدا ہوتی، یہ مرض جتنا عام اور شدید ہے اتنا ہی اس کے ازالہ کے لیے قوت، جرأت اور فکر و دل سوزی کی ضرورت ہے۔

نوا را تلخ ترمی زن، چو ذوقِ نغمہ کم یابی
حدی را تیز ترمی خواں، چو محمل را گراں بینی

حضرت مولانا حکیم سیّد عبدالحیٔ حسنیؒ کا ارشاد

حضرت مولانا علی میاں مدظلہ کے والدگرامی مولانا حکیم سید عبدالحیٔ حسنیؒ تحریر فرماتے ہیں۔

اس زمانہ میں سب سے بڑا عیب جو ہم مسلمانوں میں پیدا ہو گیا ہے وہ یہ ہے کہ نیکی کرنے کا خیال دلوں سے اُٹھ گیا ہے، ہمارا کوئی کام خودغرضی سے خالی نہیں ہوتا، طمع وحرص کی ترغیبوں نے ہم کو مغلوب کر دیا ہے، جھگڑوں کا طوفان موجزن ہے، بھائیوں کی رسوائی پر خوشیاں منائی جاتی ہیں تنگدستی نے حواس کو ایسا مختل کر دیا ہے کہ نہ اپنی ہستی جچتی ہے، نہ دوسروں کی حالت کا اندازہ ہوتا ہے، ہمارے سارے حرکات وسکنات پر خودغرضی فرماں روا ہے، قوم کو، ملک کو، وضع کو، غرض جو کچھ ہم کو مل سکے اس کو اپنی خودغرضی پر قربان کرنے کو ہر وقت ہم آمادہ رہتے ہیں۔

ہمارے بزرگوں کی حالت ایسی نہ تھی، ان کے اخلاق ایسے پاکیزہ تھے جن کی مثال دیکھنے کو اب آنکھیں ترستی ہیں، اخلاق، محبّت، مروّت، دوستی، دوستی کا برتاؤ، دوستی کا پاس، دلی نیکی، فیاضی، متانت، چھوٹوں کے ساتھ الفت، بڑوں کا ادب، غریبوں کے ساتھ ہمدردی، قومی یگانگت، سب ان میں جمع تھے، پہلے جن دو شخصوں میں دوستی ہو جاتی تھی تو اُس کا نباہ ان کی ذات تک ختم نہیں ہو جاتا تھا بلکہ ان کی اولاد اور اعزّہ تک پہونچتا تھا، ایک دوست کا بیٹا اپنے باپ کے دوست کو چچا کہتا تھا، اس کے بیٹے کو بھائی خیال کرتا تھا، اسی طرح ان کے گھر کی بیویاں

میں باہم ارتباط پیدا ہو جاتا ہے اور کئی پشتوں تک اس کا سلسلہ قائم رہتا تھا۔
اس زمانے میں یہ سب باتیں موقوف ہو گئیں ہیں، اخلاق باقی نہیں رہا، محبت دلوں سے کافور ہو گئی، مروّت کرنا بیوقوفی میں داخل ہے، دوستی اور دوستی کا پاس لگلے لوگوں کی سادہ لوحی سمجھی جاتی ہے، نہ چھوٹوں کو بڑوں کا ادب رہ گیا ہے، نہ بڑوں کو چھوٹوں کی اُلفت رہ گئی ہے، غریبوں کے ساتھ ہمدردی کی جگہ قومی ہمدردی نے لے لی ہے، مگر یہ بے معنیٰ لفظ صرف زبانوں پر ہے دل میں اس کا اثر کچھ بھی نہیں ۔

دوستی کے رشتہ کے لحاظ سے عزیز داری کے برتاؤ کی اب خواہش نہ کرو، یہ دیکھو کہ اب عزیزوں میں بھی عزیز داری باقی ہے یا نہیں، ماں باپ کو اپنی اولاد سے، اور اولاد کو اپنے ماں باپ سے، اب اسی وقت تک پاسداری رہتی، جب تک کہ کوئی معاملہ نہیں پڑتا، غیروں کے ساتھ بھولے سے اگر نیکی ہو جائے تو ممکن ہے، مگر عزیزوں کے ساتھ نیکی کرنا گناہ کبیرہ ہے، غیروں سے کسی وقت ہنسنا بولنا جائز ہے، مگر عزیزوں سے کھل کر ملنے میں کسر شان ہے، غیروں سے کھنچنا بداخلاقی ہے، مگر عزیزوں سے ترش روئی کرنا خودداری میں داخل ہے، یہاں تک کہ بعض موقعوں پر اپنے خاص عزیزوں سے رشتہ ظاہر کرنے میں ہم کو تامل ہے، بات بات پر لڑنا ہمارا شیوہ ہو گیا ہے، ذرا ذرا سی بات پر عزیزوں سے بگاڑ لیا جاتا ہے، رشتے ناطے توڑ دیئے جاتے ہیں، قصہ مختصر ہماری اخلاقی حالت ایسی پست اور ردّی ہو گئی ہے، جس نے ہمارے دل کو، دماغ کو، عبادات ومعاملات کو، سبھی چیزوں کو راہ راست سے منحرف کر دیا ہے اور ہماری وہ حالت ہو گئی ہے جو رسالت کے چمکنے سے پہلے عرب کی حالت تھی ۔

اس خیال سے اس فصل کو علیحدہ شائع کرنے کا داعیہ پیدا ہوا۔ اس سے قبل مدینہ منورہ کے قیام میں فضائل تبلیغ کی چند فصلوں کو ___ "شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب کی چند اہم نصائح" کے نام سے علیحدہ شائع کیا تھا جس کو اللہ تعالیٰ بہت مقبولیت عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی لکھنے والے اور پڑھنے والوں کے لیے نافع بنائے اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب وصلی اللہ تبارک وتعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن مدنی غفرلہ
(۲۸ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ / ۹ نومبر ۱۹۸۸ء)
مقیم کنیڈا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
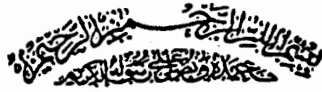
حامداً ومصلیاً ومسلماً

اللہ جل شانہٗ نے اپنے پاک کلام میں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاک ارشادات میں اس پر خصوصیت سے تاکیدیں فرمائی ہیں، اور تعلقات کے توڑنے پر خصوصی وعیدیں فرمائی ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ اہلِ قرابت پر صدقہ کا ثواب دوگنا ہے[1]۔ ام المومنین حضرت میمونہؓ نے ایک باندی آزاد کی تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم اس کو اپنے ماموؤں کو دے دیتیں تو وہ افضل تھا[2]۔ لہٰذا صدقات کے اندر اگر کوئی دوسری دینی ضرورت اہم نہ ہو تو عام صدقہ سے اہلِ قرابت پر صدقہ کرنا افضل ہے البتہ اگر کوئی دینی ضرورت درپیش ہو تو اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کا ثواب سات سو گنا تک ہو جاتا ہے۔ قرآن پاک میں اور احادیث میں بہت کثرت سے صلہ رحمی کی ترغیبات اور قطع رحمی پر وعیدیں آئی ہیں مگر خوف ہے اس رسالہ کے بڑھ جانے کا، اس لیے صرف تین آیات ترغیب کی اور تین آیات وعید کی ذکر کر کے چند احادیث اس مضمون کی ذکر کرتا ہوں کہ ذرا بھی طول ہو گیا تو ہم لوگوں کو ان کے پڑھنے کی بھی فرصت نہ ملے گی۔

اہلِ قرابت کی خیر خواہی

(۱) اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی

بے شک اللہ جل شانہٗ اعتدال کا اور احسان کا اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے

[1] کنز [2] ایضاً

وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ (نحل ع ۱۳)	اور منع کرتے ہیں بے حیائی سے اور بُری بات سے اور کسی پر ظلم کرنے سے اور تم کو (ان امور کی) نصیحت فرماتے ہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرلو۔

ف: حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن پاک میں بہت سی جگہ اہلِ قرابت کی خیر خواہی ان کو دینے کا حکم اور اُس کی ترغیب فرمائی ہے چند آیات کی طرف یہاں اشارہ کیا جاتا ہے جس کا دل چاہے کسی مترجم قرآن شریف کو لے کر دیکھ لے۔

وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى (بقرہ ع ۱۰) قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ (بقرہ ع ۲۶) سورۃ نساء کا پہلا رکوع تمام۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى (نساء ع ۶) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (انعام ع ۱۹) وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ (انفال ع ۱۰) لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ط يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ (یوسف ع ۱۰) وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ (رعد ع ۳) رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ (ابراھیم ع ۶) وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (بنی اسرائیل ع ۳) وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ (بنی اسرائیل ع ۳) وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ (بنی اسرائیل ع ۳) لَوْ كَانَ تَقِيًّا لا وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ (مریم ع ۱) وَبَرًّا بِوَالِدَتِيْ (مریم ع ۲) اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ الخ (مریم ع ۳) وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ (مریم ع ۴) وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ (طٰہٰ ع ۸)۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا (فرقان ع ۶) وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ ط (احقاف ع ۲) رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ (نوح ع ۲)

یہ چند آیات نمونہ کے طور پر ذکر کی گئیں کہ سب کے لکھنے میں اور ترجمہ میں طول کا ڈر تھا یہ ان تین۳ آیات کے علاوہ ہیں جو مفصل یہاں ذکر کی گئیں ان کے علاوہ اور بھی آیات ملیں گی جس چیز کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے پاک کلام میں بار بار ارشاد فرمایا ہو۔ اُس کی اہمیت کا کیا پوچھنا ہے حضرت کعب احبارؓ فرماتے ہیں کہ قسم ہے اُس پاک ذات کی جس نے سمندر کو حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام اور بنی اسرائیل کے لیے دو۲ ٹکڑے کر دیا تھا۔ توراۃ میں لکھا ہے کہ اللہ سے ڈرتا رہ اور صلہ رحمی کرتا رہ میں تیری عمر بڑھا دوں گا۔ سہولت کی چیزوں میں تیرے لیے سہولت پیدا کر دوں گا مشکلات کو دُور کر دوں گا۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے قرآن پاک میں کئی جگہ صلہ رحمی کا حکم کیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِي تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ (نسآء ع۱) یعنی اللہ تعالیٰ شانہٗ سے ڈرتے رہو جس سے کہ اپنی حاجت طلب کرتے ہو اور رشتوں سے ڈرتے رہو یعنی ان کو جوڑتے رہو توڑو نہیں۔ دوسری آیت میں ارشاد ہے۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ۔ یعنی رشتہ دار کا جو حق نیکی اور صلہ رحمی کا ہے وہ ادا کرتے رہو۔ تیسری جگہ ارشاد ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ۔ یعنی اللہ جل شانہٗ توحید کا اور لا الٰہ الا اللہ کی شہادت کا حکم فرماتے ہیں اور لوگوں کے ساتھ احسان کرنے کا اور اُن سے درگزر کرنے کا حکم فرماتے ہیں اور رشتہ داروں کو دینے کا یعنی صلہ رحمی کا حکم فرماتے ہیں۔ تین۳ چیزوں کا حکم فرمانے کے بعد تین۳ چیزوں سے منع کیا ہے۔ فحش سے یعنی گناہ سے اور منکر سے یعنی ایسی بات سے جس کی شریعت میں اور سنّت میں اصل نہ ہو اور ظلم سے یعنی لوگوں پر تعلّی سے پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کی تم کو نصیحت فرماتے ہیں تاکہ تم نصیحت قبول کرو۔ حضرت عثمان بن مظعونؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ سے مجھے بہت محبت تھی اور اسی کی شرم میں میں مسلمان ہوا تھا کہ حضورؐ مجھ سے مسلمان

ہونے کو فرماتے تھے اس وجہ سے میں مسلمان ہو گیا لیکن اسلام میرے دل میں نہ جما تھا ایک مرتبہ میں حضورؐ کے پاس بیٹھا ہوا کچھ باتیں کر رہا تھا کہ مجھ سے باتیں کرتے کرتے حضورؐ کسی دوسری طرف ایسے متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور یہ آیت شریفہ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ آخر تک نازل ہوئی مجھے اس مضمون سے بہت مسرت ہوئی اور اسلام میرے دل میں جم گیا میں وہاں سے اُٹھ کر حضورؐ کے چچا ابوطالب کے پاس گیا (جو مسلمان نہ تھے) ان سے جا کر میں نے کہا کہ میں تمہارے بھتیجے کے پاس تھا اُن پر اس وقت آیت نازل ہوئی وہ کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اتباع کرو فلاح کو پہونچو گے خدا کی قسم وہ اپنی نبوت کے دعویٰ میں سچے ہوں یا جھوٹے لیکن تمہیں تو اچھی عادتوں کی ہی تعلیم اور کریمانہ اخلاق سکھاتے ہیں۔ یہ ایسے شخص کی نصیحت ہے جو خود مسلمان بھی نہیں ہیں مگر وہ بھی اس کا اقرار کرتے ہیں کہ نبوت کا دعویٰ سچا ہو یا جھوٹا لیکن اسلام کی تعلیم بہترین تعلیم ہے وہ کریمانہ اخلاق سکھاتی ہے مگر افسوس کہ آج ہم مسلمانوں ہی کے اخلاق سب سے زیادہ گرے ہوئے ہیں۔

قصۂ افک و بہتان

(۲) وَلَا یَاْتَلِ اُولُو الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْٓا اُولِی الْقُرْبٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۖ وَلْیَعْفُوْا وَلْیَصْفَحُوْا ؕ اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَکُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اور جو لوگ تم میں (دین کے اعتبار سے) بزرگی والے اور دنیا کے اعتبار سے وسعت والے ہیں وہ اس بات کی قسم نہ کھائیں کہ وہ اہل قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو نہ دیں گے اور ان کو یہ چاہیے کہ وہ معاف کر دیں

اور درگذر کر دیں کیا تم یہ نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قصوروں
کو معاف کر دے (پس تم بھی اپنے قصورداروں کو معاف کر دو) بے
شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ (نور ع ۳)

ف : ۶ھ میں غزوۂ بنی المصطلق کے نام سے ایک جہاد ہوا ہے جس میں
حضرت عائشہ رضؓ بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھیں اُن کی سواری کا اونٹ
علیحدہ تھا اس پر ہودج تھا یہ اپنے ہودج میں رہتی تھیں جب چلنے کا وقت ہوتا
چند آدمی ہودج کو اٹھا کر اونٹ پر باندھ دیتے بہت ہلکا پھلکا بدن تھا اُٹھانے
والوں کو اس کا احساس بھی نہ ہوتا تھا کہ اس میں کوئی ہے یا نہیں اس لیے کہ
جب چار آدمی مل کر ہودج کو اٹھائیں اُس میں ایک کم سن ہلکی پھلکی عورت کے وزن
کا کیا پتہ چل سکتا ہے حسبِ معمول ایک منزل پر قافلہ اُترا ہوا تھا جب روانگی کا وقت
ہوا تو لوگوں نے ان کے ہودج کو باندھ دیا یہ اُس وقت استنجے کے لیے تشریف لے
گئی تھیں واپس آئیں تو دیکھا کہ ہار نہیں ہے جو پہن رہی تھیں یہ اُس کی تلاش
کرنے چلی گئیں پیچھے یہاں قافلہ روانہ ہو گیا یہ تنہا اُس جنگل بیابان میں کھڑی
رہ گئیں انھوں نے خیال فرمایا کہ راستے میں جب حضورؐ کو میرے نہ ہونے کا علم ہو گا تو
آدمی تلاش کرنے اسی جگہ آئے گا وہیں بیٹھ گئیں اور جب نیند کا غلبہ ہوا تو سو
گئیں اپنے نیک اعمال کی وجہ سے طمانیت قلب تو حق تعالیٰ شانہٗ نے ان سب
حضرات کو کمال درجے کی عطا فرما ہی رکھی تھی آج کل کی کوئی عورت ہوتی تو تنہا
جنگل بیابان میں رات کو نیند آنے کا تو ذکر ہی کیا خوف کی وجہ سے رو کر چلا کر
صبح کر دیتی حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بزرگ صحابی رضؓ تھے جو
قافلے کے پیچھے اس لیے رہا کرتے تھے کہ راستے میں گری پڑی چیز کی خبر رکھا کریں وہ
صبح کے وقت جب اُس جگہ پہنچے تو ایک آدمی کو پڑے دیکھا اور چوں کہ پردے کے

نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہؓ کو دیکھا تھا اس لیے یہاں ان کو پڑا دیکھ کر پہچان لیا اور زور سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ؕ پڑھا ان کی آواز سے ان کی آنکھ کھلی اور مُنہ ڈھانک لیا۔ اُنھوں نے اپنا اونٹ بٹھایا یہ اُس پر سوار ہوگئیں اور وہ اُونٹ کی نکیل پکڑ کر لے گئے۔ اور قافلہ میں پہنچا دیا۔ عبداللہ بن اُبی جو منافقوں کا سردار اور مسلمانوں کا سخت دشمن تھا اُس کو تہمت لگانے کا موقع مِل گیا۔ اور خوب اس کی شہرت کی اُس کے ساتھ بعض بھولے مسلمان بھی اِس تذکرہ میں شامل ہوگئے اور اللہ کی قدرت اور شان کہ ایک ماہ تک یہ ذکر تذکرے ہوتے رہے لوگوں میں کثرت سے اس واقعہ کا چرچا ہوتا رہا۔ اور کوئی وحی وغیرہ حضرت عائشہؓ کی برأت کی نازل نہ ہوئی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کو اس حادثے کا سخت صدمہ تھا اور جتنا بھی صدمہ ہونا چاہیئے تھا وہ ظاہر ہے حضورؐ مردوں سے اور عورتوں سے اس بارے میں مشورہ فرماتے تھے احوال کی تحقیق فرماتے تھے مگر یکسُوئی کی کوئی صورت نہ ہوتی ایک ماہ کے بعد سورۂ نور کا ایک مستقل رکوع قرآن پاک میں حضرت عائشہؓ کی برأت میں نازل ہوا اور اللہ جل شانہٗ کی طرف سے ان لوگوں پر سخت عتاب ہوا جنھوں نے بے دلیل بے ثبوت اس تہمت کو شائع کیا تھا اس واقعہ کو شہرت دینے والوں میں حضرت مسطحؓ ایک صحابی بھی تھے جو حضرت ابوبکر صدیقؓ کے رشتہ دار تھے اور حضرت ابوبکرؓ ان کی خبر گیری اور اعانت فرمایا کرتے تھے اِس تہمت کے قصہ میں اُن کی شرکت سے حضرت ابوبکرؓ کو رنج ہوا اور ہونا بھی چاہیئے تھا کہ انھوں نے اپنے ہوکر بے تحقیق بات کو پھیلایا اس رنج میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے قسم کھالی کہ مسطحؓ کی اعانت نہ کریں گے اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی جو اُوپر لکھی گئی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے علاوہ بعض دوسرے صحابہؓ نے بھی ایسے لوگوں کی اعانت سے ہاتھ

کھینچ لیا تھا جنھوں نے اس تہمت کے واقعے میں زیادہ حصہ لیا تھا۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ مسطحؓ نے اس میں بہت زیادہ حصہ لیا اور حضرت ابوبکرؓ کے رشتہ دار تھے ان ہی کی پرورش میں رہتے تھے جب برات نازل ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ نے قسم کھالی کہ ان پر خرچ نہ کریں گے اس پر یہ آیت ولا یاتل نازل ہوئی اور آیت شریفہ کے نازل ہونے کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے ان کو اپنی پرورش میں پھر لے لیا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ اس آیت شریفہ کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے جتنا پہلے سے خرچ کرتے تھے اس کا دوچند کر دیا ایک اور حدیث میں ہے کہ دو یتیم تھے جو حضرت ابوبکرؓ کی پرورش میں تھے جن میں سے ایک مسطحؓ تھے حضرت ابوبکرؓ نے دونوں کا نفقہ بند کرنے کی قسم کھالی تھی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ میں کئی آدمی ایسے تھے جنھوں نے حضرت عائشہؓ کے اوپر بہتان میں حصہ لیا جس کی وجہ سے بہت سے صحابہ کرامؓ جن میں حضرت ابوبکرؓ بھی ہیں ایسے تھے جنھوں نے قسم کھالی تھی کہ جن لوگوں نے اس بہتان کی اشاعت میں حصہ لیا اُن پر خرچ نہ کریں گے اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی کہ بزرگی والے اور وسعت والے حضرات اس کی قسم نہ کھائیں کہ وہ صلہ رحمی نہ کریں گے اور جس طرح پہلے خرچ کرتے تھے اُسی طرح خرچ نہ کریں گے۔ کس قدر مجاہدہ عظیم ہے کہ ایک شخص کسی کی بیٹی کی آبروریزی میں جھوٹی باتیں کہتا پھرے اور پھر وہ اُس کی اعانت اُسی طرح کرے جس طرح پہلے سے کرتا تھا بلکہ اُس سے بھی دوچند کر دے۔

ہم لوگ اپنے اسلاف کے معمولات پر بھی غور کریں اور حق تعالیٰ شانہٗ کی اس ترغیب پر بھی کتنا سخت اور اہم واقعہ ہے کہ حضورؐ کی بیوی سارے مسلمانوں کی ماں ان پر اولاد کی طرف سے بے بنیاد تہمت لگائی جائے اور اُس کو پھیلانے والے وہ قریبی رشتہ دار ہوں جن کا گذراوقات بھی ان کے باپ ہی کی اعانت پر ہو اس پر

باپ یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو جس قدر بھی رنج اور صدمہ ہو وہ ظاہر ہے اس پر بھی اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہ ترغیب کہ معاف کریں اور درگذر کریں اور حضرت صدیق اکبرؓ کی طرف سے یہ عمل کہ جتنا پہلے خرچ کرتے تھے اُس میں اضافہ فرمایا جیسا کہ پہلے گذر چکا کیا ہم بھی اپنے رشتہ داروں کے ساتھ ایسا معاملہ کرسکتے ہیں کہ کوئی ہم پر الزام رکھے ہمارے گھر والوں کو ایسی سخت چیز کے ساتھ متہم کرے اور پھر ہم قرآن پاک کی اس آیت شریفہ کو تلاوت کریں اور اُس رشتہ دار کی قرابت پر نگاہ رکھتے ہوئے کسی قسم کی اعانت اس کی گوارہ کرلیں؟ حاشا وکلّا عمر بھر کی اُسی سے نہیں، اُس کی اولاد سے بھی دشمنی بندھ جائے گی بلکہ جو دوسرے رشتہ دار اُس سے تعلق رکھیں گے ان کا بھی بائیکاٹ کردیں گے اور جس کسی تقریب میں وہ شریک ہوں گے مجال ہے کہ ہم اُس میں شرکت کرلیں۔ کیوں فقط اس لیے کہ لوگ ایسے شخص کی تقریب میں یا دعوت میں شریک ہوگئے جس نے ہمیں گالی دے دی آبرو گرادی ہماری بہو، بیٹی پر تہمت لگادی چاہے یہ لوگ اس گالی دینے والے کے فعل سے کتنے ہی ناراض ہوں مگر اُس کی تقریب میں شرکت کے جُرم میں اُن سے بھی ہمارا قطع تعلق ہے اللہ تعالیٰ کا پاک ارشاد یہ ہے کہ ہم خود بھی اُس کی اعانت سے ہاتھ نہ روکیں اور ہمارا عمل یہ ہے کہ کوئی دوسرا بھی اس کی دعوت کردے تو ہم اُس دوسرے سے بھی تعلقات منقطع کردیں۔ لیکن جن کے دل میں حقیقی ایمان ہے اللہ جل شانہٗ کی عظمت ان میں راسخ ہے اُس کے پاک ارشاد کی ان کو وقعت ہے انھوں نے اس پر عمل کرکے دکھا دیا کہ اطاعت کرنا اس کو کہتے ہیں، مطیع ایسے ہوتے ہیں اللہ جل شانہٗ اپنے عالی شان کے موافق ان پر رحمتیں نازل فرمائے اور ان کی شان کے موافق ان کے درجات بلند فرمائے۔ آخر یہ جذبات رکھتے تھے، غیرت حمیّت رکھتے تھے اُن کے سینوں میں دل اور اُس میں جذبات بھی تھے لیکن اللہ جل شانہٗ کی رضا کے سامنے کیسا دل اور کہاں کے جذبات کیسی غیرت

اور کہاں کی بدنامی اللہ کی رضا کے مقابلہ میں سب چیز فنا تھی۔

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک

(۲) وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ۚ حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِي أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِي أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَالِدَيَّ وَأَنْ أَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَأَصْلِحْ لِي فِي ذُرِّيَّتِي ۖ إِنِّي تُبْتُ إِلَيْكَ وَإِنِّي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ أَحْسَنَ مَا عَمِلُوا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّئَاتِهِمْ فِي أَصْحَابِ الْجَنَّةِ ۖ وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ ۝

(سورۂ احقاف ع ۲)

اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیا (بالخصوص ماں کے ساتھ احسان کا اور بھی زیادہ کیونکہ) اس کی ماں نے بڑی مشقت کے ساتھ اس کو پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت سے اُس کو جنا اور اُس کو پیٹ میں رکھنے اور دودھ چھڑانے میں (اکثر کم سے کم) تیس مہینے ہو جاتے ہیں (کتنی طویل مشقت ہے) یہاں تک کہ جب وہ بچہ جوان ہوتا ہے (اور دانائی کے زمانہ) چالیس برس کو پہونچتا ہے تو (جو سعید ہوتا ہے وہ) کہتا ہے، اے میرے پروردگار مجھے اس پر مداومت دیجئے کہ میں ان نعمتوں کا شکر ادا کروں جو آپ نے مجھ کو اور میرے والدین کو عطا فرمائیں اور (اس کی توفیق دیجئے کہ) میں ایسے نیک کام کیا کروں جن سے آپ راضی ہو جائیں اور میری اولاد میں بھی میرے (نفع کے) لیے صلاحیت پیدا فرما دیں میں (اپنے سارے گناہوں سے) توبہ کرتا ہوں اور میں آپ کے

فرماں برداروں میں سے ہوں (آگے حق تعالیٰ شانہٗ ان لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہی لوگ ہیں جن کے نیک کاموں کو ہم قبول کرلیں گے اور اُن کی برائیوں سے درگذر کریں گے اس طرح پر کہ یہ جنت والوں میں سے ہوں گے یہ اُس وعدہ کی وجہ سے ہے جس کا ان سے دنیا میں وعدہ کیا جاتا تھا (کہ نیک اعمال کا صلہ جنت ہے)

ف: حق تعالیٰ شانہٗ نے اہلِ قرابت اور والدین کے بارہ میں بار بار تاکید فرمائی جیسا کہ پہلی آیت شریفہ کے ذیل میں بھی گذر چکا۔ اس آیتِ شریفہ میں خاص طور سے والدین کے بارہ میں احسان کی خصوصی تاکید فرمائی کہ ہم نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے یہ مضمون اسی عنوان سے کہ "ہم نے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا۔ تین جگہ قرآن پاک میں وارد ہے۔ پہلی جگہ سورہ عنکبوت ع ۱ میں پھر سورہ لقمان ع ۲ میں تیسری جگہ یہاں جس سے بہت زیادہ تاکید معلوم ہوتی ہے۔ صاحب خازنؒ نے لکھا ہے کہ یہ آیت شریفہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی شان میں نازل ہوئی کہ ابتداءً ان کی رفاقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شام کے سفر میں ہوئی تھی جب کہ ان کی عمر اٹھارہ ۱۸ سال کی تھی اور حضورؐ کی عمر شریف بیس ۲۰ سال کی تھی اس سفر میں راستہ میں ایک بیری کے درخت کے پاس ان دونوں حضرات کا قیام ہوا حضرت ابوبکرؓ وہاں ایک راہب تھا اُس سے ملنے تشریف لے گئے اور حضورؐ درخت کے سایہ میں تشریف فرما رہے اُس راہب نے حضرت ابوبکرؓ سے پوچھا کہ یہ شخص جو درخت کے نیچے ہے کون ہے؟ آپ نے فرمایا محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ راہب نے کہا کہ خدا کی قسم یہ نبی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد سے اس درخت کے نیچے کوئی نہیں بیٹھا۔ یہی نبی آخر الزماں ہیں جب حضورؐ کی عمر شریف چالیس ۴۰ برس کی ہوئی اور آپ کو نبوت ملی تو حضرت ابوبکرؓ مسلمان ہوئے اور دو ۲ برس بعد جب آپ

کی عمر شریف چالیس۴۰ سال کی ہوئی تو یہ دعا کی رَبِّ اَوْزِعْنِیْ کہ مجھے توفیق دیجئے کہ میں اُس نعمت کا شکر ادا کروں جو مجھ پر اور میرے والدین پر ہوئی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ فرماتے ہیں کہ یہ فضیلت مہاجرین میں اور کسی کو حاصل نہیں ہوئی کہ اس کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوئے ہوں اور دوسری دُعا اولاد کے متعلق صلاحیت کی فرمائی جس کا ثمرہ یہ ہے کہ آپ کی اولاد بھی مسلمان ہوئی۔ سب سے پہلی آیت سورہ عنکبوت والی اور بھی زیادہ سخت ہے کہ اُس میں ان والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے جو کافر ہوں۔ اور جب کافر والدین کے ساتھ بھی حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اچھا برتاؤ اور بھلائی کرنے کا حکم ہے تو مسلمان والدین کے ساتھ بھلائی اور احسان کی تاکید بطریق اولیٰ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مسلمان ہوا تو میری ماں نے یہ عہد کر لیا کہ میں نہ کھانا کھاؤں گی نہ پانی پیوں گی جب تک کہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے نہ پھرے گا اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا حتّٰی کہ زبردستی اُس کے منہ میں ڈالا جاتا تھا اُس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی[۱]۔ عبرت کا مقام ہے کہ ایسی سخت حالت میں بھی اللہ پاک کا ارشاد ہے کہ ہم نے آدمی کو اپنے والدین کے ساتھ بھلائی کا حکم دیا ہے۔ البتّہ اگر وہ مشرک بنانے کی کوشش کریں تو اس میں اطاعت نہیں ہے۔ حضرت حسنؓ سے کسی نے پوچھا کہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی کیا مقدار ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ جو کچھ تیری ملک میں ہے ان پر خرچ کرے اور جو وہ حکم کریں اُس کی اطاعت کرے۔ بجز اس کے کہ وہ کسی گناہ کا حکم کریں کہ اُس میں اطاعت نہیں ہے۔ یہ تھی اسلام کی تعلیم مسلمانوں کا عمل کہ مشرک والدین اگر اولاد کو مشرک بنانے کی کوشش بھی کریں تب بھی ان کے ساتھ بھلائی کا حکم ہے۔ البتّہ شرک کرنے میں ان کی اطاعت اور فرماں برداری نہیں اس لیے کہ یہ

---

[۱] خازن۔ [۲] درمنثور

خالق کا حق ہے والدین کا حق خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو جائے مالک کے حق کے مقابلے میں کسی کا حق نہیں ہے "لا طاعۃ للمخلوق فی معصیۃ الخالق" خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کوئی اطاعت نہیں" لیکن ان کے اس حکم اور اولاد کو مشرک بنانے کی سے کوشش پر بھی ان کے ساتھ احسان کا بھلائی کا حکم ہے۔ ایک اور حدیث میں سورۂ لقمان والی آیت کے متعلق وارد ہوا ہے کہ یہ حضرت سعدؓ کے واقعہ میں نازل ہوئی۔ اس حدیث میں ہے کہ حضرت سعدؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کے ساتھ بہت سلوک کیا کرتا تھا جب میں مسلمان ہو گیا تو میری والدہ نے کہا کہ سعد یہ کیا کیا؟ یا تو اس دین کو چھوڑ دے ورنہ میں کھانا پینا چھوڑ دوں گی یہاں تک کہ مر جاؤں گی، ہمیشہ تیرے لیے یہ طعن کی چیز رہے گی لوگ تجھے اپنی ماں کا قاتل کہیں گے میں نے اس سے کہا کہ ایسا نہ کریں میں اپنا دین چھوڑ نہیں سکتا۔ جب اس نے ایک دن بالکل کھایا نہ پیا دوسرا دن بھی اسی حال میں گذر گیا تو میں نے اس سے کہا کہ اگر تمھاری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے سب ختم ہو جائیں تب بھی دین تو چھوڑ نہیں سکتا۔ جب اس نے یہ پختگی دیکھی تو کھانا پینا شروع کر دیا[۱]۔ اس آیت شریفہ میں والدین کے ساتھ نیک سلوک کا حکم ہے۔ فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ اگر حق تعالیٰ شانہ' والدین کے حق کا حکم نہ بھی فرماتے تب بھی عقل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ان کا حق بہت ضروری ہے اہم ہے چنانچہ اللہ جل شانہ نے اپنی سب کتابوں تورات، انجیل، زبور، قرآن شریف میں ان کے حق کا حکم فرمایا۔ تمام انبیائے کرامؑ کو ان کے حق کے بارہ میں وحی بھیجی اور تاکید فرمائی اپنی رضا کو والدین کی رضا کے ساتھ وابستہ کیا اور ان کی ناراضی پر اپنی ناراضی مرتب فرمائی[۲]۔ یہ تین آیات حسن سلوک کے متعلق تھیں اس کے بعد صرف تین ۳ آیات بدسلوکی پر تنبیہ کے متعلق بھی ذکر کرتا ہوں۔

---

[۱] درمنثور [۲] تنبیہ الغافلین

قطع رحمی کرنے والا خسارہ میں

(۱) وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ. الَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَاۤ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖۤ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِى الْاَرْضِ ؕ اُولٰۤئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (بقرہ ع ۳)

اور نہیں گمراہ کرتے اللہ تعالیٰ شانہٗ اس مثال سے (جس کا پہلی آیت میں ذکر ہوا) مگر ایسے فاسق لوگوں کو جو توڑتے رہتے ہیں اُس معاہدہ کو جو اللہ تعالیٰ سے کر چکے تھے اُس معاہدہ کی پختگی کے بعد اور قطع کرتے رہتے ہیں ان تعلقات کو جن کے وابستہ رکھنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا اور فساد کرتے رہتے ہیں زمین میں یہی لوگ ہیں پورے خسارے والے

ف: جیسا کہ اللہ جل شانہٗ نے قرآن پاک میں کئی جگہ صلہ رحمی بالخصوص والدین کے حقوق کی رعایت کا حکم اور ترغیب فرمائی جیسا کہ اوپر گذرا اسی طرح سے بہت سی جگہ اپنے پاک کلام میں قطع رحمی، بالخصوص والدین کے ساتھ بدسلوکی پر تنبیہ فرمائی ہے پہلے کی طرح سے ان میں سے بھی چند آیات کا حوالہ لکھتا ہوں۔ دوستو غور کرو اللہ کے پاک کلام میں جب بار بار اس پر تنبیہ ہے تو اُس کو سوچو اور عبرت حاصل کرو اللہ کا پاک ارشاد ہے۔ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ ؕ (نساء ع ۱) وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ (انعام ع ۱۹) وَلَا تَقْتُلُوْۤا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ (بنی اسرائیل ع ۳) وَالَّذِىْ قَالَ لِوَالِدَيْهِ الآیۃ (احقاف ع ۲) وَلَا اَنْ تُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ (محمد ع ۳) حضرت محمد باقرؒ کو ان کے والد نے جو خاص طور سے اہتمام سے وصیت فرمائی ہے وہ بہت تجربہ کی بات ہے وہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے (حضرت امام

زین العابدینؒ) نے وصیت فرمائی ہے کہ پانچ قسم کے آدمیوں کے پاس نہ بیٹھو، ان سے بات نہ کیجیو حتیٰ کہ راستہ چلتے ہوئے اتفاقاً بھی ان کے ساتھ نہ چلنا۔ اول فاسق شخص کہ وہ ایک لقمہ کے بدلہ میں تجھ کو بیچ دے گا، بلکہ ایک لقمہ سے کم میں بھی۔ میں نے پوچھا کہ ایک لقمہ سے کم کس طرح بیچ دے گا؟ فرمانے لگے کہ محض لقمہ کی اُمید پر تجھ کو بیچ دے گا۔ اور لقمہ اُس کو میسّر بھی نہ ہوگا دوسرے بخیل کہ وہ تیری سخت احتیاج کے وقت بھی تیرے سے کنارہ کش ہو جائے گا، تیسرے جھوٹا شخص کہ وہ بالو (دھوکہ) کی طرح سے تجھے دھوکہ میں رکھے گا جو چیز دور ہوگی اُس کو قریب بتائے گا جو قریب ہوگی اس کو دُور ظاہر کرے گا۔ چوتھے بے وقوف کے پاس نہ لگنا کہ وہ تجھے نفع پہونچانے کا ارادہ کرے گا تب بھی اپنی حماقت سے نقصان پہونچا دے گا۔ مثل مشہور ہے کہ دانا دشمن نادان دوست سے بہتر ہے۔ پانچویں قطع رحمی کرنے والے کے پاس نہ جانا کیونکہ میں نے قرآن پاک میں تین جگہ اُس پر اللہ کی لعنت پائی ہے۔[1]

قطع رحمی کرنے والے پر لعنت

(۲) وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰۤئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○

(رعد ع ۳)

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے معاہدہ کو اُس کی پختگی کے بعد توڑتے ہیں اور اللہ نے جن تعلقات کے جوڑنے کا حکم فرمایا اُن کو توڑتے ہیں اور دنیا میں فساد کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن پر لعنت ہے اور ان کے لیے اُس جہان میں خرابی ہے۔

ف: حضرت قتادہؓ سے نقل کیا گیا کہ اس سے بہت احتراز کرو کہ عہد کر کے توڑ دو

[1] روض

اللہ جل شانہٗ نے اُس کو بہت ناپسند کیا ہے اور بیس[۲] آیتوں سے زائد میں اس پر وعید فرمائی ہے جو نصیحت کے طور پر اور خیر خواہی کے طور پر اور حجت قائم کرنے کے لیئے وارد ہوئی ہیں مجھے معلوم نہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے عہد کے توڑنے پر جتنی وعیدیں فرمائی ہیں اس سے زائد کسی اور چیز پر فرمائی ہوں پس جو شخص اللہ کے واسطے سے عہد کرلے اُس کو ضرور پورا کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ جو شخص امانت کو ادا نہ کرے اُس کا ایمان ہی نہیں اور جو عہد کو پورا نہ کرے اُس کا دین ہی نہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عُبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ مضمون نقل کیا گیا[۱]۔ حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تین[۳] چیزیں ایسی ہیں کہ ان میں کافر مسلمان کی کوئی تفریق نہیں سب کا حکم برابر ہے۔ اول جس سے معاہدہ کیا جائے اُس کو پورا کیا جائے چاہے وہ معاہدہ کافر سے کیا ہو یا مسلمان سے۔ اس لئے کہ عہد حقیقت میں اللہ تعالیٰ سے ہے دوسرے جس سے رشتہ کا تعلق ہو اُس کی صلہ رحمی کی جائے چاہے وہ رشتہ دار مسلمان ہو یا کافر۔ تیسرے جو شخص امانت رکھوائے اُس کی امانت واپس کی جائے۔ چاہے امانت رکھوانے والا مسلمان ہو یا کافر[۲]۔ قرآن پاک میں بہت سی آیات کے علاوہ ایک جگہ خاص طور سے اسی کا حکم ہے۔ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا (بنی اسرائیل ع ۴) "عہد کو پورا کرو بے شک عہد کی باز پرس ہوگی" حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جن تعلقات کو جوڑنے کا حکم فرمایا اُس سے رشتہ دار یا قریب کی اور دُور کی مُراد ہیں[۳]۔ دوسری چیز تعلقات کے توڑنے کے متعلق ارشاد فرمائی ہے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرابت کے تعلقات کے توڑنے والا ہو اُس سے میل جول پیدا نہ کیجیو کہ میں نے قرآن پاک میں دو[۲] جگہ ان لوگوں پر لعنت پائی

---

[۱] درمنثور [۲] تنبیہ الغافلین [۳] روض

ہے ایک اس آیت شریفہ میں دوسری سورۂ محمد میں[۱]۔ سورۂ محمد کی آیت شریفہ کا حوالہ قریب گذر چکا ہے جس میں قطع رحمی کے بعد ارشاد فرمایا ہے یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے پھر (ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام سننے سے) بہرا کر دیا اور (راہ حق دیکھنے سے اندھا کر دیا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے دو جگہ لعنت کا لفظ فرمایا اور حضرت زین العابدینؒ نے جیسا کہ ابھی گذرا تین[۲] جگہ فرمایا اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ دو جگہ تو لعنت ہی کا لفظ ہے سورۂ رعد میں سورۂ محمد میں اور تیسری جگہ ان کو گمراہ اور خسارہ والا فرمایا ہے جو لعنت ہی کے قریب ہے جیسا کہ اس سے پہلے نمبر پر سورۂ بقرہ کی آیت میں ابھی گذرا ہے۔ حضرت سلمانؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جس وقت کہ قول ظاہر ہو جائے اور عمل خزانہ میں چلا جائے یعنی تقریریں تو بہت ہونے لگیں مضامین بہت کثرت سے لکھے جائیں لیکن عمل ندارد ہو جائے گویا مقفل رکھا ہوا ہے اور زبانی اتفاق تو آپس میں ہو جائے لیکن قلوب مختلف ہوں اور رشتہ دار آپس کے تعلقات توڑنے لگیں تو اُس وقت میں اللہ جل شانہٗ ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیتے ہیں۔ حضرت حسنؓ سے بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ جب لوگ علوم کو ظاہر کریں اور عمل کو ضائع کر دیں اور زبانوں سے محبت ظاہر کریں اور دلوں میں بغض رکھیں اور قطع رحمی کرنے لگیں تو اللہ جل شانہٗ اس وقت ان کو اپنی رحمت سے دور کر دیتے ہیں اور اندھا بہرا کر دیتے ہیں[۲] کہ پھر نہ سیدھا راستہ ان کو نظر آتا ہے نہ حق بات ان کے کانوں میں پہونچتی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جنّت کی خوشبو اتنی دُور تک جاتی ہے کہ وہ راستہ پانسو ۵۰۰ برس میں طے ہو، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور قطع رحمی کرنے والا جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ سکے گا[۳]۔ حضرت عبداللہ بن ابی اُوفیؓ فرماتے ہیں کہ ہم عرفہ کی شام کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حلقہ کے طور پر چار دل

---

[۱] ـ [۲] در منثور [۳] احیاء العلوم

طرف بیٹھے تھے حضورؐ نے فرمایا کہ مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ اُٹھ جائے ہمارے پاس نہ بیٹھے رسالے مجمع میں سے صرف ایک صاحب اٹھے جو دُور بیٹھے ہوئے تھے اور پھر تھوڑی دیر میں واپس آکر بیٹھ گئے۔ حضورؐ نے ان سے دریافت کیا کہ میرے کہنے پر مجمع میں سے صرف تم اُٹھے تھے اور پھر آکر بیٹھ گئے یہ کیا بات ہے ؟ انھوں نے عرض کیا کہ حضورؐ کا ارشاد سن کر میں اپنی خالہ کے پاس گیا تھا اُس نے مجھ سے قطع تعلق کر رکھا تھا میرے جانے پر اُس نے کہا کہ تو خلافِ عادت کیسے آگیا ؟ میں نے اُس سے آپ کا ارشاد مبارک سنایا۔ اُس نے میرے لیئے دعائے مغفرت کی میں نے اُس کے لیئے دعائے مغفرت کی (اور آپس میں صلح کر کے واپس حاضر ہو گیا) حضورؐ نے ارشاد فرمایا تم نے بہت اچھا کیا بیٹھ جاؤ اُس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔ فقیہ ابو اللیثؒ نے اس کو نقل کیا ہے لیکن صاحبِ کنزؒ نے اس کے ایک راوی کے متعلق ابن معین سے کذب کی نسبت نقل کی ہے[1]۔ فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ قطع رحمی اتنا سخت گناہ ہے کہ اُس کی وجہ سے اُس کے پاس بیٹھنے والے بھی اللہ کی رحمت سے محروم ہو جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ جو شخص اس میں مبتلا ہو وہ اس سے توبہ کرے اور صلہ رحمی کا اہتمام کرے۔ حضورؐ کا پاک ارشاد ہے کہ کوئی نیکی جس کا ثواب بہت جلد ملتا ہو صلہ رحمی سے بڑھ کر نہیں ہے اور کوئی گناہ جس کا وبال دُنیا میں اُس کے علاوہ ملے جو آخرت میں ملے گا قطع رحمی اور ظلم سے بڑھ کر نہیں ہے[2]۔ متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ قطع رحمی کا وبال آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی پہونچتا ہے اور آخرت میں بُرے ٹھکانے کا تو خود اس آیت شریفہ ہی میں ذکر ہے۔ فقیہ ابو اللیثؒ نے ایک عجیب قصہ لکھا ہے وہ فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک نیک شخص امانت دار خراسان کے رہنے والے تھے لوگ

[1] کنز [2] تنبیہ الغافلین

ان کے پاس اپنی امانتیں رکھوایا کرتے تھے۔ ایک شخص ان کے پاس دس ہزار اشرفیاں امانت رکھواکر اپنی کسی ضرورت سے سفر میں چلا گیا جب وہ سفر سے واپس آیا تو ان خراسانی کا انتقال ہو چکا تھا ان کے اہل و عیال سے اپنی امانت کا حال پوچھا تو انھوں نے لاعلمی ظاہر کی ان کو بڑا فکر ہوا کہ بہت بڑی رقم تھی علمائے مکہ مکرمہ سے کہ اتفاق سے اس وقت ایک مجمع ان کا موجود تھا مسئلہ پوچھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے انھوں نے کہا کہ وہ آدمی تو بڑا نیک تھا ہمارے خیال میں جنتی آدمی تھا تو ایک ترکیب کر جب آدھی یا تہائی رات گذر جائے تو زمزم کے کنوئیں پر جا کر اُس کا نام لے کر پکار کر اُس سے دریافت کر اُس نے تین ۳ دن تک ایسا ہی کیا وہاں سے کوئی جواب نہ ملا اُس نے پھر جا کر ان سے علماء سے تذکرہ کیا انھوں نے اِنَّا لِلّٰہ پڑھا اور کہا کہ ہمیں تو ڈر ہو گیا کہ وہ شاید جنتی نہ ہو تو فلاں فلاں جگہ جا وہاں ایک وادی ہے جس کا نام برہوت ہے اُس میں ایک کنواں ہے اُس کنویں پر آواز دے اُس نے ایسا ہی کیا وہاں سے پہلی ہی آواز میں جواب ملا کہ تیرا مال ویسا ہی محفوظ رکھا ہے مجھے اپنی اولاد پر اطمینان نہ ہوا اس لئے میں نے فلاں جگہ مکان کے اندر اُس کو گاڑ دیا ہے میرے لڑکے سے کہہ کہ تجھے اس جگہ پہونچا دے وہاں زمین کھود کر اُس کو نکال لے چنانچہ اُس نے ایسا ہی کیا اور مال مل گیا۔ اس شخص نے وہاں بہت تعجب سے اس سے یہ بھی دریافت کیا کہ تو تو بہت نیک آدمی تھا تو یہاں کیوں پہونچ گیا؟ کنویں سے آواز آئی کہ خراسان میں میرے کچھ رشتہ دار تھے جن سے میں نے قطع تعلق کر رکھا تھا اسی حال میں میری موت آگئی اُس کی گرفت میں میں یہاں پکڑا ہوا ہوں [1] حضرت علیؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ سب سے بہترین وادی تمام وادیوں میں مکہ مکرمہ کی وادی ہے اور ہندوستان کی وہ وادی جہاں حضرت آدم علیہ السلام جنت سے اُترے تھے، اُسی جگہ ان خوشبوؤں کی کثرت ہے جن

[1] تنبیہ الغافلین

کو لوگ استعمال کرتے ہیں اور بدترین وادی احقاف ہے اور وادی حضرموت جس کو برہوت کہتے ہیں۔ اور سب سے بہترین کنواں دنیا میں زمزم کا ہے اور بدترین کنواں برہوت کا ہے جس میں کفار کی روحیں جمع ہوتی ہیں[۵] ان روحوں کا کسی وقت ان مواقع میں ہونا شرعی حجت نہیں ہے کشفی امور سے تعلق رکھتا ہے جو حق تعالیٰ شانہ جس پر چاہے کسی وقت منکشف فرما دیتے ہیں لیکن کشف شرعی حجت نہیں ہے۔

بوڑھے والدین کے حقوق

(۳) اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَا اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ○ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِيْ نُفُوْسِكُمْ ۭ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِيْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ لِلْاَوَّابِيْنَ غَفُوْرًا

(بنی اسرائیل ع ۳)

اگر وہ (یعنی ماں باپ) تیرے سامنے (یعنی تیری زندگی میں) بڑھاپے کو پہونچ جائیں چاہے ایک ان میں سے پہونچے یا دونوں (اور بڑھاپے کی بعض باتیں جوانوں کو گراں ہونے لگتی ہیں اور اس وجہ سے ان کی کوئی بات تجھے گراں ہونے لگے) تب بھی ان سے کبھی "ہوں" بھی مت کرنا اور نہ ان سے جھڑک کر بولنا ان سے خوب ادب سے بات کرنا اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے ہمارے پروردگار تو ان پر رحمت کر جیسا کہ انھوں نے بچپن میں مجھے پالا ہے (اور صرف ظاہرداری ہی نہیں بلکہ دل سے ان کا احترام کرنا) تمھارا رب تمھارے دل کی بات

---

[۵] در منثور

کو خوب جانتا ہے اگر تم سعادت مند ہو (اور غلطی سے کوئی بات خلاف
ادب سرزد ہو جائے اور تم توبہ کرلو) تو وہ توبہ کرنے والوں کی خطائیں
بڑی کثرت سے معاف کرنے والا ہے۔

ف: حضرت مجاہدؒ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا گیا کہ اگر وہ بوڑھے ہو جائیں اور
تمھیں ان کا پیشاب پاخانہ دھونا پڑ جائے تو کبھی اُف بھی نہ کرو جیسا کہ وہ بچپن میں
تمھارا پیشاب پاخانہ دھوتے رہے ہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر بے ادبی میں
اُف کہنے سے کوئی ادنیٰ درجہ ہوتا تو اللہ جل شانہٗ اُس کو بھی حرام فرما دیتے۔ حضرت
حسنؓ سے کسی نے پوچھا کہ نافرمانی کی مقدار کیا ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اپنے مال سے
ان کو محروم رکھے اور ملنا چھوڑ دے اور ان کی طرف تیز نگاہ سے دیکھے۔ حضرت حسنؓ سے
کسی نے پوچھا کہ ان سے قَولاً کَرِیماً کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ ان کو
"اماں ابا" کر کے خطاب کرے۔ ان کا نام نہ لے۔ حضرت زبیر بن محمدؒ سے اس کی
تفسیر میں نقل کیا گیا کہ جب وہ پکاریں تو "حاضر ہوں حاضر ہوں" سے جواب دے۔
حضرت قتادہؒ سے نقل کیا گیا کہ نرمی سے بات کرے۔ حضرت سعید بن المسیبؒ
سے کسی نے عرض کیا کہ قرآن پاک میں حُسنِ سلوک کا حکم تو بہت جگہ ہے اور میں اُس
کو سمجھ گیا لیکن قولِ کریم کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا تو انھوں نے فرمایا جیسا کہ بہت
سخت مجرم غلام سخت مزاج آقا سے بات کرتا ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ
حضورؐ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے ان کے ساتھ ایک بڑے میاں بھی تھے
حضورؐ نے ان سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ یہ میرے والد ہیں۔ حضورؐ
نے فرمایا ان سے آگے نہ چلنا۔ ان سے پہلے نہ بیٹھنا ان کا نام لے کر نہ پکارنا اور ان کو
بُرا نہ کہنا۔ حضرت عروہؓ سے کسی نے پوچھا کہ قرآن پاک میں ان کے سامنے جھکنے کا حکم فرمایا
ہے اس کا کیا مطلب ہے؟ انھوں نے فرمایا کہ اگر وہ کوئی بات تیری ناگواری کی

کہیں تو ترچھی نگاہ سے ان کو مت دیکھ کہ آدمی کی ناگواری اوّل اُس کی آنکھ سے پہچانی جاتی ہے۔ حضرت عائشہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ جس نے اپنے باپ کی طرف تیز نگاہ کر کے دیکھا وہ فرماں بردار نہیں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ عمل کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ نماز کا اپنے وقت پر پڑھنا میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کون سا عمل ہے؟ حضورؐ نے فرمایا والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا جہاد۔ ایک اور حدیث میں حضورؐ کا ارشاد وارد ہے کہ اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں ہے[۱]۔ صاحب مظاہرؒ نے لکھا ہے کہ ماں باپ کے حقوق میں ہے کہ ایسی تواضع اور تملق کرے اور ادائے خدمت کرے کہ وہ راضی ہو جائیں جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرے بے ادبی نہ کرے تکبر سے پیش نہ آئے اگرچہ وہ کافر ہی ہوں اپنی آواز کو اُن کی آواز سے بلند نہ کرے ان کو نام لے کر نہ پکارے کسی کام میں ان سے پہل نہ کرے، امر بالمعروف نہی عن المنکر میں نرمی کرے ایک بار کہے اگر وہ قبول نہ کریں تو خود سلوک کرتا رہے اور ان کے لیے دُعا و استغفار کرتا رہے اور یہ بات قرآن پاک سے نکالی ہے یعنی حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے باپ کو نصیحت کرنے سے[۲]۔ یعنی حضرت ابراہیم علیٰ نبیّنا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ نصیحت کرنے کے بعد کہہ دیا تھا کہ اچھا اب میں اللہ سے تمہارے لیے دعا کرتا ہوں جیسا کہ سورۂ کہف کے تیسرے رکوع میں آیا ہے حتیٰ کہ بعض علما نے لکھا ہے کہ اُن کی اطاعت حرام میں تو نا جائز ہے لیکن مشتبہ امور میں واجب ہے اس لیے کہ مشتبہ امور سے احتیاط تقویٰ اور ان کی رضا جوئی واجب ہے پس اگر ان کا مال مشتبہ

---

[۱] درمنثور [۲] مظاہر تنبیہ الغافلین

ہوا ور وہ تیرے علیحدہ کھانے سے مکدر ہوں تو اُن کے ساتھ کھانا چاہیئے۔ حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کوئی مسلمان ایسا نہیں جس کے والدین حیات ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرتا ہو اُس کے لیئے جنت کے دو دروازے نہ کھل جاتے ہوں اور اگر ان کو ناراض کرے تو اللہ جل شانہٗ اُس وقت تک راضی نہیں ہوتے جب تک ان کو راضی نہ کرلے۔ کسی نے عرض کیا کہ اگر وہ ظلم کرتے ہوں ابن عباسؓ نے فرمایا اگرچہ وہ ظلم کرتے ہوں۔ حضرت طلحہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوئے اور جہاد میں شرکت کی درخواست کی حضورؐ نے فرمایا تمہاری والدہ زندہ ہیں انھوں نے عرض کیا زندہ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ان کی خدمت کو مضبوط پکڑلو جنّت ان کے پاؤں کے نیچے ہے پھر دوبارہ اور سہ بارہ حضورؐ نے یہی ارشاد فرمایا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرا جہاد کو بہت دل چاہتا ہے لیکن مجھ میں قدرت نہیں ہے۔ حضورؐ نے فرمایا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے انھوں نے عرض کیا والدہ زندہ ہیں حضورؐ نے فرمایا اُن کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو (یعنی ان کے حقوق کی ادائیگی میں فتوٰی سے آگے بڑھ کر تقوٰی پر عمل کرتے رہو) جب تم ایسا کروگے تو تم حج کرنے والے بھی ہو عمرہ کرنے والے بھی ہو یعنی جتنا ثواب ان چیزوں میں ملتا ہے اتنا ہی تمھیں ملے گا۔ حضرت محمد بن المنکدرؒ کہتے ہیں کہ میرا بھائی عمر تو نماز پڑھتے میں رات گزارتا تھا اور میں والدہ کے پاؤں دبانے میں رات گزارتا تھا مجھے اس کی کبھی تمنا نہ ہوئی کہ ان کی رات (کا ثواب) میری رات کے بدلہ میں مجھے مل جائے۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں میں نے حضورؐ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ عورت پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ خاوند کا۔ میں نے پھر پوچھا کہ مرد پر سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ماں کا۔ ایک حدیث میں حضورؐ

کا ارشاد ہے کہ تم لوگوں کی عورتوں کے ساتھ عفیف رہو تمہاری عورتیں بھی عفیف رہیں گی تم اپنے والدین کے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرو تمہاری اولاد تمہارے ساتھ نیکی کا برتاؤ کرے گی[۱]۔ حضرت طاؤس کہتے ہیں کہ ایک شخص کے چار بیٹے تھے وہ بیمار ہوا ان بیٹوں میں سے ایک نے اپنے تینوں بھائیوں سے کہا کہ اگر تم باپ کی تیمار داری اس شرط پر کرو کہ تم کو باپ کی میراث میں سے کچھ نہیں ملے گا تو تم کرو ورنہ میں اس شرط پر تیمار داری کرتا ہوں کہ میراث میں سے کچھ نہیں لوں گا وہ اس پر راضی ہو گئے کہ تو ہی اس شرط پر تیمار داری کر ہم نہیں کرتے اس نے خوب خدمت کی لیکن باپ کا انتقال ہی ہو گیا اور شرط کے موافق اس نے کچھ نہ لیا رات کو خواب میں دیکھا کوئی شخص کہتا ہے کہ فلاں جگہ سو دینار اشرفیاں گڑی ہوئی ہیں وہ تو لے لے اس نے خواب میں ہی.. دریافت کیا کہ ان میں برکت بھی ہوگی اس نے کہا کہ برکت ان میں نہیں ہے صبح کو بیوی سے خواب کا ذکر کیا اس نے ان کے نکالنے پر اصرار کیا اس نے نہ مانا دوسرے دن پھر خواب دیکھا جس میں کسی نے دوسری جگہ دس دینار بتائے اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا اس نے کہا کہ برکت ان میں نہیں ہے اس نے صبح کو بیوی سے اس کا بھی ذکر کیا اس نے پھر اصرار کیا مگر اس نے نہ مانا تیسرے دن اس نے پھر خواب دیکھا کوئی شخص کہتا فلاں جگہ جا وہاں تجھے ایک دینار (اشرفی) ملے گا وہ لے لے۔ اس نے پھر وہی برکت کا سوال کیا اس نے کہا ہاں اس میں برکت ہے یہ جا کر وہ دینار لے آیا اور بازار میں جا کر اس سے دو مچھلیاں خریدیں جن میں سے ہر ایک کے اندر سے ایک ایسا موتی نکلا جس قسم کا عمر بھر کسی نے نہیں دیکھا بادشاہِ وقت نے ان دونوں کو بہت اصرار پر نوے خچروں کے بوجھ کے بقدر سونے سے خریدا۔

---

[۱] در منثور

احادیث

حُسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق

(۱) عن ابی هریرة رض قال قال رجل یارسول اللّٰہِ من احق بحسن صحابتی قال اُمك قال ثم من قال اُمك قال ثم من قال اُمك قال ثم من قال ابوك وفی روایة قال اُمك ثم اُمك ثم اُمك ثم اباك ثم ادناك فادناك	حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے دریافت کیا کہ میرے بہترین تعلقات (احسان سلوک) کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا ماں پھر دوبارہ سہ بارہ ماں کو ہی بتایا پھر فرمایا کہ باپ پھر دوسرے رشتہ دار الاقرب فالاقرب (جو جتنا قریب ہو اتنا ہی مقدم ہے۔

متفق علیہ کذا فی المشکوٰة

ف : اس حدیث شریف سے بعض علماء نے استنباط کیا ہے کہ حُسن سلوک اور احسان میں ماں کا حق تین حصے ہے اور باپ کا ایک حصہ اس لیئے کہ حضورؐ نے تین مرتبہ ماں کو بتایا اس کی وجہ علماء یہ بتاتے ہیں کہ اولاد کے لیے ماں تین مشقتیں برداشت کرتی ہے۔ حمل کی، جننے کی، دودھ پلانے کی۔ اسی وجہ سے فقہاء نے اس کی تصریح کی ہے کہ احسان اور سلوک میں ماں کا حق باپ پر مقدم ہے اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ اپنی ناداری کی وجہ سے دونوں کے ساتھ سلوک نہیں کرسکتا تو ماں کے ساتھ سلوک کرنا مقدم ہے البتہ اعزاز اور ادب و تعظیم میں باپ کا حق ماں پر مقدم ہے[1] اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عورت ہونے کی وجہ سے ماں احسان کی زیادہ محتاج ہوتی ہے اور ان دونوں کے بعد دوسرے رشتہ دار ہیں جس کی قرابت جتنی قریب ہو گی اتنا ہی مقدم

[1] مظاہر حق

ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اپنی ماں کے ساتھ حُسنِ سلوک کی ابتداء کرو اُس کے بعد باپ کے ساتھ پھر بہن کے ساتھ پھر بھائی کے ساتھ الاقرب فالاقرب اور اپنے پڑوسیوں اور حاجت مندوں کو نہ بھولنا۔ حضرت بہز بن حکیمؒ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ اُنھوں نے حضورؐ سے نقل کیا کہ حضورؐ میں سلوک و احسان کس کے ساتھ کروں؟ —
حضورؐ نے فرمایا اپنی ماں کے ساتھ اُنھوں نے پھر یہی دریافت فرمایا حضورؐ نے پھر یہی جواب دیا اسی طرح تیسری مرتبہ بھی چوتھی مرتبہ میں حضورؐ نے فرمایا باپ کے ساتھ اس کے بعد پھر دوسرے رشتہ دار جو جتنا قریب ہو اتنا ہی مقدم ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ مجھے کوئی حکم دیں تاکہ تعمیل ارشاد کروں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اپنی ماں کے ساتھ احسان کرو دوسری اور تیسری مرتبہ کے حضورؐ نے فرمایا کہ باپ کے ساتھ احسان کرو۔[۲] ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں۔[۳] ایسی ہیں جس میں یہ پائی جائیں حق تعالیٰ شانہٗ مرنے کے وقت کو اس پر آسان کر دیتے ہیں اور جنت میں اس کو داخل کر دیتے ہیں ضعیف پر مہربانی، والدین پر شفقت اور ماتحتوں پر احسان۔[۳]

(۲) عن انس رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من احب ان یبسط لہٗ فی رزقہٖ و ینسالہ فی اثرہٖ فلیصل رحمہ متفق علیہ (کذا فی المشکوٰۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اُس کے نشانات قدم میں تاخیر کی جائے تو اس کو چاہیئے کہ صلہ رحمی کرے۔

ف : نشاناتِ قدم میں تاخیر کیے جانے سے عمر کی درازی مُراد لی جاتی ہے اس لیے کہ جس شخص کی جتنی عمر زیادہ ہوگی اتنے ہی زمانہ تک اُس کے چلنے سے نشانات

[۱] کنز [۲] درمنثور [۳] مشکوٰۃ

قدم زمین پر پڑیں گے اور جو مر گیا اُس کے پاؤں کا نشان زمین سے مٹ گیا اس پر یہ اشکال کیا جاتا ہے کہ عمر ہر شخص کی متعین ہے قرآن پاک میں کئی جگہ یہ مضمون صراحت سے مذکور ہے کہ ہر شخص کا ایک مقررہ وقت ہے جس میں ایک ساعت کی نہ تو تقدیم ہو سکتی ہے نہ تاخیر ہو سکتی ہے اس وجہ سے درازی عمر کو بعض علماء نے وسعت رزق کی طرح سے برکت پر محمول فرمایا ہے کہ اُس کے اوقات میں اس قدر برکت ہوتی ہے کہ جو کام دوسرے لوگ دِنوں میں کرتے ہیں وہ گھنٹوں میں کر لیتا ہے اور جس کام کو دوسرے لوگ مہینوں میں کرتے ہیں وہ دِنوں میں کر گزرتا ہے اور بعض علماء نے درازئ عمر سے اُس کا ذکرِ خیر مُراد لیا ہے کہ اُس کی اولاد میں زیادتی ہوتی ہے جس کا سلسلہ اُس کے مرنے کے بعد دیر تک رہتا ہے اور یہی وجہ اس کی ہو سکتی ہیں جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کا قول سچا ہے ارشاد برحق ہے اس کی اطلاع دی ہے تو صورت اس کی جو بھی ہو اس کا حاصل ہونا یقینی ہے اور اللہ جل شانہٗ کی پاک ذات قادرِ مطلق اور مسبب الاسباب ہے اس کو اسباب پیدا کرنا کیا مشکل ہے وہ ہر چیز کو جس کا وہ کرنا چاہے ایسا سبب پیدا کر دیتا ہے کہ عُقلاء کی عقلیں دنگ رہ جاتی ہیں اس لیے اس میں نہ کوئی اشکال ہے نہ کوئی مانع ہے[۱]۔ مقدرات کا مسئلہ اپنی جگہ پر اٹل ہے لیکن اس دنیا کو اللہ جل شانہٗ نے دارالاسباب بنایا ہے اور ہر چیز کے لیے ظاہری یا باطنی سبب پیدا کیا ہے اگر ہیضہ کے بیمار کے لیے حکیم ڈاکٹر وغیرہ کے لیے ایک ایک منٹ میں آدمی دوڑ سکتا ہے کہ شاید اس دوا سے فائدہ ہو اُس دوا سے فائدہ ہو کیوں ؟ تاکہ عمر باقی رہے حالاں کہ وہ ایک مقررہ متعینہ چیز ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ بقاءِ عُمر کے لیے اس سے زیادہ جدوجہد صلہ رحمی میں نہ کی جائے اس لیے کہ اس کا بقاء اور طول عُمر کے لیے سبب ہونا یقینی ہے اور ایسے حکیم کا ارشاد ہے جس کے نسخہ میں

[۱] مظاہر بتغیر

نہ کبھی غلطی ہوئی ہو اور ان معمولی حکیم ڈاکٹروں کے نسخوں اور تشخیص میں غلطیوں کے سیکڑوں احتمالات ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پاک ارشاد جو اوپر گذرا مختلف احادیث میں مختلف عنوانات سے وارد ہوا ہے اس لیے اس میں تردد نہیں۔ ایک حدیث میں حضرت علیؓ سے نقل کیا گیا کہ جو شخص ایک بات کا ذمہ لے لے میں اس کے لیے چار باتوں کا ذمہ لیتا ہوں۔ جو شخص صلہ رحمی کرے اُس کی عمر دراز ہوتی ہے اعزہ اُس سے محبت کرتے ہیں رزق میں اُس کے وُسعت ہوتی ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے[1]۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ سے فرمایا کہ تین باتیں بالکل حق (اور یکی ہیں) ۱؎ جس شخص پر ظلم کیا جائے اور وہ چشم پوشی کرے تو اُس کی عزت بڑھتی ہے۔ ۲؎ جو شخص مال کی زیادتی کے لیے سوال کرے اُس کے مال میں کمی ہوتی ہے۔ نمبر۳ جو شخص عطا اور صلہ رحمی کا دروازہ کھول دے اُس کے مال میں کثرت ہوتی ہے[2]۔ فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ صلہ رحمی میں دس۱۰ چیزیں قابلِ مدح ہیں۔ اوّل یہ کہ اس میں اللہ جل شانہٗ عم نوالہٗ کی رضا و خوشنودی ہے کہ اللہ پاک کا حکم صلۂ رحمی کا ہے۔ دوسرے۲ رشتہ داروں پر مسرت پیدا کرنا ہے اور حضورؐ کا پاک ارشاد ہے کہ افضل ترین عمل مؤمن کو خوش کرنا ہے۔ تیسرے۳ اس سے فرشتوں کو بھی بہت مسرت ہوتی ہے۔ چوتھے۴ مسلمانوں کی طرف سے اس شخص کی مدح اور تعریف ہوتی ہے۔ پانچویں۵ شیطان علیہ اللعنۃ کو اس سے بڑا رنج و غم ہوتا ہے۔ چھٹے۶ اس کی وجہ سے عمر میں زیادتی ہوتی ہے۔ ساتویں۷ رزق میں برکت ہوتی ہے۔ آٹھویں۸ مُردوں کو اس سے مسرت ہوتی ہے کہ باپ دادا جن کا انتقال ہو گیا ان کو جب اس کی خبر ہوتی ہے تو ان کو بڑی خوشی اس سے ہوتی ہے۔ نویں۹ آپس کے تعلقات میں اس سے قوت ہوتی ہے جب تم کسی کی مدد کرو گے اس پر احسان کرو گے تمہاری

[1] کنز [2] درمنثور

ضرورت اور مشقت کے وقت میں وہ دل سے تمہاری اعانت کرنے کا خواہش مند ہوگا۔ دسویں مرنے کے بعد تمہیں ثواب ملتا رہے گا کہ جس کی بھی تم مدد کروگے تمہارے مرنے کے بعد وہ ہمیشہ تمہیں یاد کرکے دعائے خیر کرتا رہے گا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن رحمٰن کے عرش کے سایہ میں تین قسم کے آدمی ہوں گے ایک صلہ رحمی کرنے والا کہ اُس کے لیے دنیا میں بھی اُس کی عمر بڑھائی جاتی ہے رزق میں بھی وسعت کی جاتی ہے اور اس کی قبر میں بھی وسعت کر دی جاتی ہے دوسرے وہ عورت جس کا خاوند مرگیا ہو اور وہ چھوٹی اولاد کی پرورش کی خاطر ان کے جوان ہونے تک نکاح نہ کرے تاکہ ان کی پرورش میں مشکلات پیدا نہ ہوں۔ تیسرے وہ شخص جو کھانا تیار کرے اور یتامیٰ مساکین کی دعوت کرے۔ حضرت حسنؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ دو قدم اللہ کے یہاں بہت محبوب ہیں ایک وہ قدم جو فرض نماز ادا کرنے کے لیے اُٹھا ہو دوسرا وہ قدم جو کسی محرم کی ملاقات کے لیے اُٹھا ہو[1] بعض علماء نے لکھا ہے کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن پر دوام اور استقلال سے اللہ جل شانہٗ کے یہاں ایسی نیکیاں ملتی ہیں جیسے کہ اونچے اونچے پہاڑ اور ان کی وجہ سے رزق میں بھی وسعت ہوتی ہے۔ ایک صدقہ کی مداومت تھوڑا ہو یا زیادہ، دوسرے صلہ رحمی پر مداومت چاہے قلیل ہو کثیر، تیسرے اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا، چوتھے ہمیشہ باوضو رہنا، پانچویں والدین کی فرمانبرداری پر مداومت کرنا[1]۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس عمل کا ثواب اور بدلہ سب سے جلدی ملتا ہے وہ صلہ رحمی ہے بعض آدمی گناہ گار ہوتے ہیں لیکن صلہ رحمی کی وجہ سے ان کے مالوں میں بھی برکت ہوتی ہے اور ان کی اولاد میں بھی[2]۔ ایک حدیث میں ہے کہ صدقہ طریقہ کے موافق کرنا اور معروف (بھلائی) کا اختیار کرنا، والدین کے ساتھ احسان کرنا اور صلہ رحمی آدمی کو بدبختی سے نیک بختی

[1] تنبیہ الغافلین [2] احیاء

کی طرف پھیر دیتی ہے عمر میں زیادتی کا سبب ہے اور بری موت سے حفاظت ہے[1] عمر میں اور رزق میں زیادتی جتنی کثرت سے روایات میں ذکر کی گئی ہے اُس کا نمونہ معلوم ہوگیا اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن پر ہر شخص مرتا ہے اور دنیا کی ساری کوششیں انھیں دو چیزوں کی خاطر ہیں۔ حضورؐ نے ان دونوں کے لیے بہت سہل تدبیر بتادی کہ صلہ رحمی کیا کرے دونوں تمنائیں حاصل ہوں گی۔ اگر حضورؐ کے ارشاد کے حق ہونے پر یقین ہے تو پھر عمر اور رزق کی زیادتی کے خواہش مند دل کو اس نسخہ پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنا چاہیئے اور جو میسر ہو اقرباء پر خرچ کرنا چاہیئے کہ رزق میں زیادتی کے وعدہ سے اُس کا بدل بھی ملے گا اور عمر میں اضافہ مفت میں ہے۔

والدین کے انتقال کے بعد حسن سلوک

(۳) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من ابر البر صلۃ الرجل اھل ود ابیہ بعد ان یولی رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ باپ کے ساتھ حسن سلوک کا اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ اُس کے چلے جانے کے بعد اُس کے ساتھ تعلقات رکھنے والوں کے ساتھ حسن سلوک کرے

ف: چلے جانے سے مراد عارضی چلا جانا بھی ہو سکتا ہے اور مستقل چلا جانا بھی ہو سکتا ہے اور یعنی مرجانا بھی ہو سکتا ہے اور یہ درجہ بڑھا ہوا اس لیے ہے کہ زندگی میں تو اُس کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک میں اپنے ذاتی اغراض کا شائبہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کے ساتھ تعلق کی قوت اور اچھا سلوک اور احسان کرنا اپنے ذاتی اغراض کے پورا ہونے میں معین ہوگا جو والد سے وابستہ ہیں لیکن باپ کے مرنے کے بعد ان کے ساتھ

[1] کنز العمال

سلوک اور احسان کرنا اپنے ذاتی اغراض سے بالاتر ہوتا ہے اسی میں باپ ہی کا احترام خالص رہ جاتا ہے۔ ایک حدیث میں ہے ابن دینارؒ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ مکہ کے راستہ میں تشریف لے جارہے تھے راستہ میں ایک بدّو جاتا ہوا نظر پڑ گیا۔ حضرت ابن عمرؓ نے اُس کو اپنی سواری دے دی اور اپنے سر مبارک سے عمامہ اُتار کر اُس کی نذر کر دیا ابنِ دینارؒ نے عرض کیا کہ حضرت یہ شخص تو اس سے کم درجہ احسان پر بھی بہت خوش ہوجاتا ہے (آپ نے عمامہ بھی دے دیا اور سواری بھی) حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ اس کا باپ میرے باپ کے دوستوں میں تھا اور میں نے حضورؐ سے یہ سُنا کہ بہترین صِلہ آدمی کا اپنے باپ کے دوستوں پر احسان کرنا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ طیّبہ حاضر ہوا تو حضرت ابن عمرؓ مجھ سے ملنے تشریف لائے اور فرمایا کہ تمھیں معلوم ہے میں کیوں آیا؟ میں نے حضورؐ سے سنا ہے کہ جو شخص یہ چاہے کہ اپنے باپ کے ساتھ اس کی قبر میں صلہ رحمی کرے اُس کو چاہیئے کہ اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور میرے باپ عمرؓ میں اور تمھارے والد میں دوستی تھی اس لیے آیا ہوں[1] کہ دوست کی اولاد بھی دوست ہی ہوتی ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ابواسید مالک بن ربیعہؓ فرماتے ہیں کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر تھے قبیلہ بنوسلمہ کے ایک صاحب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے والدین کے انتقال کے بعد ان کے ساتھ حُسن سلوک کا کوئی درجہ باقی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں ہاں ان کے لیے دعائیں کرنا ان کے لیے مغفرت کی دُعا مانگنا ان کے عہد کو جو کسی سے کر رکھا ہو پورا کرنا اور ان کے رشتہ داروں کے ساتھ حُسن سلوک کرنا ان کے دوستوں کا احترام کرنا[2]۔ ایک اور حدیث میں اس قصّہ کے بعد ہے اُس شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! یہ کیسی بہترین اور بڑھیا بات ہے۔

لہ ترغیب ۲ لہ مشکوٰۃ بروایۃ داؤد

حضورؐ نے فرمایا تو پھر اس پر عمل کرو۔[1]

نافرمان اولاد کے لیے طریقہ :

(۴) عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد لیموت والداہ او احدھما وانہ لھما لعاق فلا یزال یدعولھما و یستغفر لھما حتی یکتبہ اللہ بارًّا رواہ البیھقی فی الشعب کذا فی المشکوٰۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص کے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک مر جائے اور وہ شخص ان کی نافرمانی کرنے والا ہو تو اگر وہ ان کے لیے ہمیشہ دُعائے مغفرت کرتا رہے اس کے علاوہ ان کے لیے اور دعائیں کرتا رہے تو وہ شخص فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا

ف : یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر انعام و احسان اور لُطف و کرم ہے کہ والدین کی زندگی میں بسا اوقات ناگوار امور پیش آجانے سے دلوں میں میل آجاتا ہے لیکن جتنا بھی رنج ہو جائے والدین ایسی چیز نہیں جن کے مرنے کے بعد بھی دلوں میں رنج رہے ان کے احسانات یاد آکر آدمی بے تاب نہ ہو جائے لیکن اب وہ مر گئے اب کیا تلافی ہو سکتی ہے اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل سے اُس کا دروازہ بھی کھول دیا کہ ان کے مرنے کے بعد ان کے لیے دعائیں کرے ان کی مغفرت کو اللہ سے مانگتا رہے ان کے لیے ایصالِ ثواب جانی اور مالی کرتا رہے کہ یہ اُن کی زندگی کے زمانہ میں جو اُن کے حقوق ضائع ہوئے ہیں اس کی تلافی کردے گا اور بجائے نافرمانوں میں شمار ہونے کے فرمانبرداروں میں شمار ہو جائے گا یہ اللہ تعالیٰ کا کس قدر احسان ہے کہ ہاتھ سے وقت نکل جانے کے بعد بھی اُس کا راستہ کھول دیا کس قدر بے غیرتی اور دلی قساوت ہوگی اگر اس موقعہ کو بھی ہاتھ سے کھو دیا جائے ایسا کون ہوگا

[1] ترغیب

جس سے ہمیشہ والدین کی رضا کے کام ہوتے رہے ہوں اور ادا حقوق میں کوتاہی تو کچھ نہ کچھ ہوتی ہی ہے اگر اپنا معمول اور کوئی ضابطہ ایسا مقرر کر لیا جائے جس سے ان کو ثواب پہونچتا رہے تو کس قدر اعلیٰ چیز حاصل ہو سکتی ہے ؟ ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی طرف سے حج کرے تو یہ ان کے لیے حج بدل ہو سکتا ہے ان کی روح کو آسمان میں اس کی خوشخبری دی جاتی ہے اور یہ شخص اللہ کے نزدیک فرماں برداروں میں شمار ہوتا ہے اگرچہ پہلے سے نافرمان ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ جو شخص اپنے والدین میں سے کسی کی طرف سے حج کرے تو ان کے لیے ایک حج کا ثواب ہوتا ہے اور حج کرنے والے کے لیے نو حجوں کا ثواب ہوتا ہے[۱]۔ علامہ عینیؒ نے شرح بخاری میں ایک حدیث نقل کی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ السَّمٰوَاتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَہُ الْکِبْرِیَاءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَہُ الْعَظَمَۃُ فِی السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ھُوَ الْمَلِکُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَرَبُّ الْعٰلَمِیْنَ وَلَہُ النُّوْرُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔

اور اس کے بعد یہ دُعا کرے کہ یا اللہ اس کا ثواب میرے والدین کو پہونچا دے اُس نے والدین کا حق ادا کر دیا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آدمی اگر کوئی نفلی صدقہ کرے تو اس میں کیا حرج ہے کہ اُس کا ثواب اپنے والدین کو بخش دیا کرے بشرطیکہ وہ مسلمان ہوں کہ اس صورت میں اُن کو ثواب پہونچ جائے گا اور صدقہ کرنے والے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی[۲]۔ اس حدیث شریف کے مواقع کچھ کرنا بھی نہیں پڑتا جو کچھ بھی کسی موقع پر خرچ کیا جائے اس کا ثواب اپنے والدین کو پہونچا دیا کرے۔ حضرت عبداللہؓ

---

[۱] رحمۃ المہداۃ [۲] کنز

بن سلام فرماتے ہیں اُس پاک ذات کی قسم جس نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو حق بات کے ساتھ بھیجا ہے یہ اللہ کے پاک کلام میں ہے کہ جو شخص تیرے باپ کی ساتھ صلہ رحمی کرتا ہو تو اُس کے ساتھ قطع رحمی نہ کر اس سے تیرا نُور جاتا رہے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کرے اُس کی مغفرت کی جائے گی اور وہ فرمانبرداروں میں شمار ہوگا اوزاعیؒ کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ جو شخص اپنے والدین کی زندگی میں نافرمان ہو پھر اُن کے انتقال کے بعد ان کے لیے استغفار کرے اگر ان کے ذمّہ قرض ہو تو اُس کو ادا کرے اور ان کو بُرا نہ کہے تو وہ فرماں برداروں میں شمار ہو جاتا ہے اور جو شخص والدین کی زندگی میں فرمانبردار تھا لیکن ان کے مرنے کے بعد ان کو بُرا بھلا کہتا ہے ان کا قرض بھی ادا نہیں کرتا ان کے لیے استغفار بھی نہیں کرتا وہ نافرمان شمار ہو جاتا ہے۔[1]

بیوہ بیٹی کی کفالت بہترین صدقہ

⑤ عن سراقۃ بن مالکؓ ان النبی صلّی اللّٰہ علیہ وسلم قال الا ادلکم علیٰ افضل الصدقۃ ابنتك مردودۃ الیك لیس لھا کاسب غیرك رواہ ابن ماجہ کذا فی المشکوٰۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ میں تمھیں بہترین صدقہ بتاتا ہوں تیری وہ لڑکی (اس کا محل) ہے جو لوٹ کر تیرے ہی پاس آگئی ہو اور اُس کے لیے تیرے پاس کوئی کمانے والا نہ ہو (کہ ایسی لڑکی پر جو بھی خرچ کیا جائے گا وہ بہترین صدقہ ہے)۔

ف: لوٹ کر آجانے سے مُراد یہ ہے کہ لڑکی کا نکاح کر دیا تھا اُس کے خاوند کا انتقال

[1] در منثور

ہوگیا ہو۔ یا خاوند نے طلاق دے دی یا کوئی عارضہ ایسا پیش آگیا جس کی وجہ سے وہ لڑکی
پھر باپ کے ذمّہ ہوگئی تو اُس کی خبر گیری اُس پر خرچ کرنا افضل ترین صدقہ ہے۔ اور اس کا
افضل ہونا صاف ظاہر ہے کہ اس میں ایک صدقہ ہے دوسرے مصیبت زدہ کی امداد
ہے تیسرے صلہ رحمی ہے چوتھے اولاد کی خبر گیری ہے پانچویں غم زدہ کی دِلداری ہے کہ اولاد
کا ابتداء میں والدین کے ذمہ ہونا رنج کے بجائے خوشی کا سبب ہوتا ہے لیکن اُس کا اپنا
گھر ہو جانے کے بعد اپنا ٹھکانہ بن جانے کے بعد پھر والدین کے ذمّہ ہو جانا زیادہ رنج کا
سبب ہوا کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی مصیبت زدہ کی فریاد
رسی کرے اُس کے لیے تہتّر درجے مغفرت کے لکھے جاتے ہیں جن میں سے ایک میں
اُس کے تمام اُمور کی اصلاح اور درستی ہے اور بہتّر درجے اُس کے لیے قیامت میں
ترقیات کا سبب ہیں۔ ام المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میرے
پہلے خاوند ابو سلمہ کی جو اولاد میرے پاس ہے اس پر خرچ کرنے کا بھی مجھے ثواب ملے گا وہ
تو میری ہی اولاد ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا ان پر خرچ کیا کر اس کا تجھے ثواب ملے گا[1] اور اولاد
پر رحمت اور شفقت تو بغیر اس کی احتیاج اور ضرورت کے بھی مستقل مندوب اور مطلوب
ہے ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دونوں نواسے حضرت حسن حضرت حسین
رضی اللہ عنہما میں سے ایک موجود تھے حضورؐ نے اُن کو پیار کیا اقرع بن حابسؓ قبیلہ تمیم کا
سردار بھی وہاں موجود تھا کہنے لگا کہ میرے دَس بیٹے ہیں میں نے ان میں سے کبھی بھی کسی کو
پیار نہیں کیا۔ حضورؐ نے اُس کی طرف تیز نگاہ سے دیکھا اور فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا اُس پر
رحم کیا بھی نہیں جاتا۔ ایک اور حدیث میں ہے ایک بدّو نے عرض کیا کہ تم بچوں کو پیار کرتے
ہو ہم تو نہیں کرتے حضورؐ نے فرمایا میں اس کا کیا علاج کروں کہ اللہ نے تیرے دل سے
رحمت کا مادّہ نکال دیا[2] اولاد ہونے کے علاوہ اُس کا مصیبت زدہ ہونا مستقل اجر کا

---

[1] مشکوٰۃ [2] ترغیب

سبب ہے۔

رشتہ دار پر صدقہ کرنے کا دوہرا اجر

⑥ عن سلیمان بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقۃ علی المسکین صدقۃ وھی علی ذی الرحم ثنتان صدقۃ وصلۃ رواہ احمد والترمذی وغیرھما کذا فی المشکوٰۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غریب پر صدقہ کرنا صرف صدقہ ہے اور رشتہ دار پر صدقہ کرنا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی دو چیزیں ہوگئیں۔

ف: جہاں تک اہلِ قرابت اور رشتہ داروں کا تعلق ہے اُن پر صدقہ عام غرباء سے صدقہ پر مقدم ہے اور افضل ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مختلف روایات میں مختلف عنوانات سے یہ مضمون بھی بہت کثرت سے نقل کیا گیا۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ایک اشرفی تُو اللہ کے راستہ میں خرچ کرے ایک اشرفی تُو غلام کے آزاد کرنے میں خرچ کرے ایک اشرفی تُو کسی فقیر کو دیدے ایک اشرفی تو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے ان میں سب سے افضل یہی ہے جو تُو اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے (بشرطیکہ محض اللہ کے واسطے خرچ کیا جائے اور وہ ضرورت مند بھی ہوں جیسا کہ آگے آرہا ہے) ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت میمونہؓ نے ایک باندی آزاد کی۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر اُس کو اپنے ماموُں کو دے دیتیں تو زیادہ ثواب ہوتا۔ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو خاص طور سے صدقہ کرنے کی ترغیب دی۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ مشہور صحابیؓ اور فقہاء صحابہؓ میں میں ان کی اہلیہ حضرت زینبؓ نے ان سے کہا کہ آج حضورؐ نے ہمیں صدقہ کرنے کا

حکم دیا ہے تمہاری مالی حالت کمزور ہے اگر تم حضورؐ سے جا کر یہ دریافت کرلو کہ میں صدقہ
کا مال تمھیں دے دوں تو یہ کافی ہے یا نہیں انھوں نے فرمایا کہ تم خود ہی جا کر دریافت
کرلو (کہ ان کو اپنی ذات کے لیے دریافت کرنے میں غالباً حجاب اور خود غرضی کا خیال
ہوا ہوگا) حضرت زینبؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہاں دروازہ پر دیکھا کہ ایک
اور عورت بھی کھڑی ہیں اور وہ بھی یہی مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں لیکن حضورؐ کے رعب
کی وجہ سے دریافت کرنے کی ہمت نہ ہوئی اتنے میں حضرت بلالؓ آگئے ان دونوں نے ان
سے درخواست کی کہ حضورؐ سے عرض کردیں کہ دو عورتیں کھڑی ہیں اور یہ دریافت کرتی
ہیں کہ اگر وہ اپنے خاوندوں پر اور جو یتیم بچے پہلے خاوندوں سے ان کے پاس ہیں ان پر
صدقہ کردیں تو یہ کافی ہے؟ حضرت بلال رضؓ نے حضورؐ سے پیام پہونچایا حضورؐ نے دریافت
فرمایا کون عورتیں ہیں؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا ایک فلاں عورت انصاریہ ہیں اور
ایک عبداللہ بن مسعودؓ کی بیوی زینبؓ ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ ہاں ان کے لیے دوگنا ثواب
ہے، صدقہ بھی اور قرابت کا بھی[1]۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے کہ میں اپنے کسی
بھائی کی ایک درم سے مدد کردوں یہ مجھے زیادہ پسند ہے دوسرے پر بیس درم خرچ کرنے
سے اور میں اُس پر سو درم کردوں یہ زیادہ محبوب ہے ایک غلام آزاد کرنے سے[2]۔ ایک
حدیث میں ہے کہ جب آدمی خود ضرورت مند ہو تو وہ مقدم ہے جب اپنے سے زائد ہو تو
عیال مقدم ہے اُس سے زائد ہو تو دوسرے رشتہ دار مقدم ہیں ان سے زائد ہو تو پھر ادھر
ادھر خرچ کرے[3]۔ یہ مضمون کنز العمال وغیرہ میں کئی روایات میں ذکر کیا گیا اس سے
معلوم ہوا کہ دوسروں کو مؤخر کرنا جب ہی ہے کہ اپنے کو اور اپنے اہل وعیال کو احتیاج
زیادہ ہو اور اگر اپنے سے زیادہ محتاج دوسرے ہوں یا خود باوجود احتیاج کے صبر پر قادر
ہے اور اللہ پر اعتماد کامل ہے تو دوسروں کو مقدم کردینا کمال کا درجہ ہے۔ حضرت علیؓ

---

[1] مشکوۃ [2] احیاء۔ اتحاف [3] کنز

ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمھیں اپنا اور (اپنی بیوی حضرت) فاطمہؓ کا جو حضورؐ کی سب سے زیادہ لاڈلی اولاد تھیں قصہ سناؤں وہ میرے گھر رہتی تھیں خود چکی پیستیں جس کی وجہ سے ہاتھوں میں گٹے پڑ گئے خود پانی بھر کر لاتیں جس کی وجہ سے مشکیزہ کی رگڑ سے بدن پر رسی کے نشان پڑ گئے خود گھر میں جھاڑو وغیرہ دیتیں جس سے کپڑے میلے رہتے خود کھانا پکاتیں جس سے دھوئیں کے اثر سے کپڑے کالے رہتے غرض ہر قسم کی مشقتیں اٹھاتی رہتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضورؐ کے پاس کچھ باندی غلام وغیرہ آئے تو میں نے کہا کہ تم بھی جا کر ایک خادم مانگ لو کہ اس مشقت سے کچھ امن ملے وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں وہاں کچھ مجمع تھا شرم کی وجہ سے کچھ عرض نہ کر سکیں واپس چلی آئیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ سے عرض کر کے چلی گئیں۔ دوسرے دن حضورؐ خود تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ فاطمہ تم کل کیا کہنے گئی تھیں وہ تو شرم کی وجہ سے چپکی ہو گئیں حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی ساری حالت پانی وغیرہ بھرنے کی بیان کر کے عرض کیا کہ میں نے ان کو بھیجا تھا کہ ایک خادم آپ سے مانگ لیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمھیں خادم سے بہتر چیز بتاؤں جب سونے لیٹا کرو تو سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمدللہ ۳۳ مرتبہ اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھا کرو یہ خادم سے بڑھ کر ہے[1]۔ ایک اور حدیث میں اس قصہ میں حضورؐ کا یہ ارشاد بھی نقل کیا گیا کہ میں تمھیں ایسی حالت میں ہرگز نہیں دے سکتا کہ اہل صفہ کے پیٹ بھوک کی وجہ سے لپٹ رہے ہیں میں ان غلاموں کو بیچ کر ان کی قیمت اہل صفہ پر خرچ کروں گا[2]۔

کافر والدین کے ساتھ سلوک

⑦ عن اسماء بنت ابی بکرؓ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ جس زمانہ میں

[1] ابوداؤد [2] فتح الباری

قالت قدمت علیّ اُمّی وھی مشرکۃ فی عھد قریش فقلت یا رسول اللہ ان امی قدمت علی وھی راغبۃ افاصلھا قال نعم صلیھا
متفق علیہ کذا فی المشکوٰۃ

حضورؐ کا قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا اُس وقت میری کافر والدہ (مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ) آئیں ہیں نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ میری والدہ (میری اعانت کی) طالب بن کر آئی ہیں ان کی اعانت کردوں ؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں ان کی اعانت کرو۔

ف: ابتداء زمانہ میں کفار کی طرف سے مسلمانوں پر جس قدر مظالم ہوئے وہ بیان سے باہر ہیں تواریخ کی کُتب ان سے پُر ہیں حتیٰ کہ مسلمانوں کو مجبور ہو کر مکہ مکرمہ سے ہجرت کرنی پڑی مدینہ منورہ پہونچنے کے بعد بھی مشرکین کی طرف سے ہر طریقہ سے لڑائی اور ایذار سانی کا سلسلہ رہا۔ حضور اقدسؐ، صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ محض عمرہ کرنے کی نیت سے مکہ مکرمہ تشریف لائے تو کافروں نے مکہ میں داخل بھی نہ ہونے دیا باہر ہی سے واپس ہونا پڑا لیکن اس وقت آپس میں ایک معاہدہ چند سال کے لیے ہو گیا تھا جس میں چند سال کے لیے کچھ شرائط پر آپس میں لڑائی نہ ہونے کا فیصلہ ہوا تھا مشہور قصہ ہے اُسی معاہدہ کی طرف حضرت اسماءؓ نے اس حدیث میں اشارہ فرمایا کہ جس زمانہ میں قریش سے معاہدہ ہو رہا تھا اُس معاہدہ کے زمانہ میں حضرت ابو بکرؓ کی ایک بیوی جو حضرت اسماءؓ کی والدہ تھیں اور مسلمان نہیں ہوئی تھیں اپنی بیٹی حضرت اسماءؓ کے پاس کچھ اعانت کی خواہش لے کر گئیں۔ چوں کہ وہ مشرک تھیں اس لیے حضرت اسماءؓ کو اشکال پیش آیا کہ ان کی اعانت کی جائے یا نہیں اس لیے حضورؐ سے دریافت کیا۔ حضورؐ نے اعانت کا حکم فرمایا امام خطابیؒ فرماتے ہیں کہ اس قصہ سے معلوم ہوا کہ کافر رشتہ داروں کی صلہ رحمی بھی مال سے ضروری ہے جیسا کہ مسلمان رشتہ داروں کی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اسی قصہ میں قرآن پاک کی آیت لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ

اَنۡ تَبَرُّوۡهُمۡ وَتُقۡسِطُوۡٓا اِلَيۡهِمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ (ممتحنہ ع ۱)
.... نازل ہوئی [1] جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ تم کو ان لوگوں کے ساتھ احسان اور انصاف کا برتاؤ کرنے سے منع نہیں کرتا جو تم سے دین کے بارہ میں نہیں لڑتے اور تم کو تمہارے گھروں سے انھوں نے نہیں نکالا اللہ تعالیٰ انصاف کا برتاؤ کرنے والوں سے محبت رکھتے ہیں۔ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا تھانوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں کہ مُراد وہ کافر ہیں جو ذمی یا مصالح ہوں یعنی محسنانہ برتاؤ ان سے جائز ہے اور اسی کو منصفانہ برتاؤ فرمایا پس انصاف سے مُراد خاص انصاف ہے یعنی ان کی ذمّیت یا مصالحت کے اعتبار سے انصاف اسی کو متقاضی ہے کہ ان کے ساتھ احسان سے دریغ نہ کیا جائے ورنہ انصاف تو ہر کافر بلکہ جانور کے ساتھ بھی واجب ہے۔ [2] حضرت اسماءؓ کی یہ والدہ جن کا نام قیلہ یا قتیلہ بنت عبد العزّٰی ہے چوں کہ مسلمان نہ ہوئی تھیں اس لیے حضرت ابوبکرؓ نے ان کو طلاق دے دی تھی۔ بعض روایات میں ہے کہ یہ کچھ گھی پنیر وغیرہ ہدیہ کے طور پر لے کر اپنی بیٹی حضرت اسماءؓ کے پاس گئیں انھوں نے ان کو اپنے گھر میں داخل نہ ہونے دیا اور اپنی علاتی ہمشیرہ حضرت عائشہؓ کے پاس مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آدمی بھیجا کہ حضورؐ سے دریافت کر کے اطلاع دیں حضورؐ نے اجازت فرمادی اور یہ آیت شریفہ اسی قصہ میں نازل ہوئی [3]۔ یہ ان حضرات کی دین پر پختگی اور قابلِ رشک جذبہ تھا کہ ماں گھر پر آئی ہے محض بیٹی سے ملنے کے واسطے آئی ہے کہ اُس وقت تک اعانت کی طلب کا تو وقت ہی نہ آیا تھا لیکن حضرت اسماءؓ نے مسئلہ تحقیق کرنے کے لیے آدمی دوڑادیا کہ میں اپنی ماں کو گھر میں داخل ہونے کی اجازت دے سکتی ہوں یا نہیں۔ متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ صحابہ کرامؓ غیر مسلموں پر صدقہ کرنا ابتداء میں پسند نہیں کرتے تھے جس پر حق تعالیٰ شانہٗ نے آیت

---

[1] فتح الباری [2] بیان القرآن [3] فتح درمنثور

شریفہ لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ط وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلِاَنْفُسِکُمْ ط الآیۃ (بقرہ ع ۳۷) نازل فرمائی کہ آپ کے ذمہ ان کی ہدایت نہیں ہے یہ تو خدا تعالیٰ کا کام ہے جس کو چاہے ہدایت پر لادیں جو کچھ تم (خیرات وغیرہ) خرچ کرتے ہو اپنے نفع کے واسطے کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے علاوہ کسی اور فائدہ کی غرض سے نہیں کرتے یعنی تم تو صدقہ وغیرہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی رضا کے واسطے کرتے ہو اُس میں ہر حاجت مند داخل ہے کافر ہو یا مسلمان ہو۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنے کافر رشتہ داروں پر احسان کرنا پسند نہیں کرتے تھے تاکہ وہ بھی مسلمان ہو جائیں انھوں نے اس بارہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار کیا اس پر یہ آیت شریفہ لَیْسَ عَلَیْکَ ھُدٰھُمْ نازل ہوئی اور متعدد روایات میں یہ مضمون وارد ہوا ہے [1] امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ ایک مجوسی حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کا مہمان بننے کی درخواست کی آپ نے فرمایا اگر تو مسلمان ہو جائے تو میں تیری مہمانی قبول کرتا ہوں وہ مجوسی چلا گیا۔ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے وحی نازل ہوئی کہ ابراہیم تم ایک رات کا کھانا تبدیلیٔ مذہب بغیر نہ کھلا سکے ہم ستّر برس سے اُس کے کفر کے باوجود اُس کو کھانا دے رہے ہیں ایک وقت کا کھانا کھلا دیتے تو کیا مضائقہ تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً اُس کی تلاش میں دوڑنے لگے وہ مل گیا اُس کو اپنے ساتھ واپس لائے اور اس کو کھانا کھلایا۔ اُس مجوسی نے پوچھا کہ کیا بات پیش آئی کہ تم خود مجھے تلاش کرنے نکلے۔ حضرت ابراہیمؑ نے وحی کا قصہ سُنایا وہ مجوسی کہنے لگا۔ اُس کا میرے ساتھ یہ معاملہ ہے تو مجھے اسلام کی تعلیم دیجیے۔ اور اسی وقت مسلمان ہو گیا [2] ایک حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کسی شخص کو کوئی گنجائش

---

[1] درمنثور [2] احیاء

نہیں۔ نمبر ۱۔ والدین کے ساتھ احسان کرنا چاہیے والدین مسلمان ہوں یا کافر۔ نمبر ۲۔ جس سے عہد کرلیا جائے اُس کو پورا کرنا چاہیے مسلمان سے عہد کیا ہو کافر سے۔ نمبر ۳۔ امانت کو واپس کرنا چاہیے مسلمان کی امانت ہو یا کافر کی[1]۔ محمد بن الحنفیہؒ عطاؒ اور قتادہؒ تینوں حضرات سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے پاک ارشاد اِلَّآ اَنۡ تَفۡعَلُوۡۤا اِلٰٓی اَوۡلِیٰٓئِکُمۡ مَّعۡرُوۡفًا (احزاب ع ۱) میں مسلمان کی یہود و نصاریٰ غیر مسلم رشتہ داروں کے لیے وصیّت مُراد ہے[2]۔

اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق کے ساتھ سلوک

(۸) عن انس و عبد اللہ رضی اللہ عنہما قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخلق عیال اللہ فاحبّ الخلقِ الی اللّٰہِ من احسن الی عیالہ رواہ البیھقی فی الشعب کذا فی المشکوٰۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مخلوق ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی عیال ہے پس اللہ تعالیٰ کو وہ شخص بہت محبوب ہے جو اُس کی عیال کے ساتھ احسان کرے۔

ف: مخلوق کے اندر مسلمان کافر انسان حیوان سب ہی داخل ہیں ہر مخلوق کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرنا اسلام کی تعلیم ہے اور اللہ جل شانہٗ کو محبوب ہے۔ پہلی فصل کے نمبر ۱۰ پر یہ حدیث گذر چکی کہ ایک فاحشہ عورت کی اس پر بخشش ہو گئی کہ اُس نے پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ دوسری فصل کی نمبر ۸ پر یہ حدیث گذر چکی ہے کہ ایک عورت کو اس بناء پر عذاب ہوا کہ اُس نے ایک بلّی پال رکھی تھی اور اُس کو کھانے

[1] جامع الصغیر [2] مغنی

کو نہ دیا۔ جب جانوروں کا یہ حال ہے تو آدمی تو اشرف المخلوقات ہے اُس پر احسان اور اچھے برتاؤ کا کیا کچھ اجر ہوگا۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے اِرْحَمُوْا مَنْ فِی الْاَرْضِ یَرْحَمْکُمْ مَنْ فِی السَّمَآءِ "تم زمین پر رہنے والوں پر رحم کرو تم پر آسمان والے رحم کریں گے۔" دوسری حدیث میں حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص آدمیوں پر رحم نہیں کرتا اللہ جل شانہٗ اس پر رحم نہیں فرماتا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رحم اُسی شخص کے دل سے نکالا جاتا ہے جو بدبخت ہو[1]۔ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی ساری دُنیا کے لیے رحمت تھی۔ آپؐ کی زندگی کا ایک ایک واقعہ اس کی شہادت دیتا ہے اُمّت کے لیے ضروری ہے کہ حضورؐ کی زندگی کے واقعات کی تحقیق کرے اور اُس کا اتباع کرے حق تعالیٰ شانہٗ کا پاک ارشاد ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ۝ (انبیاء ع ۷) "اور ہم نے آپ کو اور کسی بات کے لیے نہیں بھیجا مگر دُنیا جہاں کے لوگوں پر مہربانی کرنے کے لیے۔" حضرت ابن عباسؓ اس آیت شریفہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جو لوگ حضورؐ پر ایمان لے آئے ان کے لیے بھی آپ کا وجود دُنیا اور آخرت کی رحمت ہے ہی لیکن جو لوگ ایمان نہیں لائے ان کے لیے بھی آپ کا وجود اس لحاظ سے رحمت ہے کہ وہ پہلی اُمّتوں کی طرح دُنیا کے عذاب مسخ ہو جانے سے زمین میں دھنس جانے سے آسمانوں سے پتھر برسنے سے محفوظ ہو گئے۔

حضرت ابوہریرہ رضؓ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے حضورؐ سے درخواست کی کہ قریش نے مسلمانوں کو بہت اذیت پہونچائی بہت نقصانات دیئے آپ ان (لوگوں) پر بددعا فرمائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں بددعائیں دینے کے لیے نہیں بھیجا گیا میں لوگوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں اور بھی متعدد روایات میں یہ مضمون وارد

---

[1] مشکوٰۃ

ہوا ہے[۱]۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے طائف کے سفر کا جاں گداز واقعہ حکایات[۲]
صحابہؓ کے شروع میں لکھ چکا ہوں کہ ان بدنصیبوں نے کتنی سخت سخت تکلیفیں پہنچائیں
کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے خون جاری ہو گیا اور اس پر جب
اس فرشتہ نے جو پہاڑوں پر متعین تھا آکر درخواست کی کہ اگر آپ فرمادیں تو دونوں جانب
کے پہاڑوں کو ملادوں جس سے یہ سب بیچ میں کچل جائیں گے تو حضورؐ نے فرمایا کہ مجھے
اللہ کی ذات سے یہ اُمید ہے کہ اگر یہ لوگ مسلمان نہ بھی ہوں تو ان کی اولاد میں سے کچھ لوگ
اللہ کا نام لینے والے پیدا ہو جائیں گے۔ اُحد کی لڑائی میں جب حضور پر سخت حملہ کیا گیا۔
حضورؐ کا دندان مبارک شہید ہو گیا۔ لوگوں نے کفار پر بددعا کی درخواست کی۔ حضورؐ
نے ارشاد فرمایا۔ یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ یہ لوگ ناواقف ہیں۔ حضرت عمرؓ
نے عرض کیا۔ یارسول اللہ اگر آپ بھی حضرت نوح علیہ السلام کی طرح بددعا فرما دیتے
تو ہم سب کے سب ہلاک ہو جاتے کہ آپؐ کو ہر قسم کی تکلیفیں پہنچائی گئیں لیکن
آپ ہر وقت یہی فرماتے رہے کہ یا اللہ میری قوم کی مغفرت فرما کہ وہ جانتے نہیں۔
قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ان حالات کو بڑے غور سے دیکھنا چاہیئے کہ کس قدر حضورؐ
کا حلم اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ اور جود و کرم کی انتہا ہے کہ ان سخت سخت تکلیفوں پر حضورؐ
کبھی مغفرت کی کبھی ہدایت کی دعائیں ہی کرتے رہے۔ غواث بن حارث کا واقعہ
مشہور ہے کہ جب ایک سفر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تنہا سو رہے تھے وہ تلوار
ہاتھ میں لے کر حضور اقدسؐ کے پاس پہنچ گیا اور حضورؐ کی آنکھ اس وقت کھلی جب کہ وہ
تلوار لیے سوتے ہوئے پاس کھڑا تھا اس نے للکار کر کہا کہ بتا اب تجھے بچانے والا کون ہے؟
حضورؐ نے فرمایا اللہ جل شانہٗ حضورؐ کا فرمانا تھا کہ اس کے ہاتھ کو کپکپی ہوئی اور تلوار ہاتھ
سے گر گئی۔ حضورؐ نے وہ تلوار اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا کہ اب تو بتا کہ تجھے بچانے

---

[۱] درمنثور [۲] حکایات صحابہؓ

والا کون ہے۔ وہ کہنے لگا کہ آپ بہترین تلوار لینے والے ہیں (یعنی معاف فرمائیں) حضورؐ نے معاف فرما دیا۔ یہودی عورت کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دینے کا واقعہ بھی مشہور ہے۔ اور اس عورت نے اس کا اقرار بھی کر لیا کہ میں نے حضورؐ کو زہر دیا، لیکن حضورؐ نے اپنا انتقام نہیں لیا۔ لبید بن اعصم نے حضورؐ پر جادو کیا۔ حضورؐ کو اس کا علم بھی ہو گیا مگر حضورؐ نے اس کا چرچا بھی گوارا نہیں کیا۔ غرض دو چار واقعات نہیں ہزاروں واقعات حضورؐ کے دشمنوں پر رحم و کرم کے ہیں[۱] حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا برتاؤ نہ کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص رحم تو کرتا ہی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا یہ رحم نہیں ہے جو اپنے ہی کے ساتھ ہو بلکہ رحم وہ ہے جو عام ہو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک مکان میں تشریف لے گئے وہاں چند قریش کے حضرات بیٹھے ہوئے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ یہ سلطنت اور حکومت کا سلسلہ قریش میں رہے گا جب تک کہ وہ یہ معمول رکھیں کہ جو ان سے رحم کی درخواست کرے اس پر رحم کریں جب کوئی حکم لگائیں تو عدل کا لحاظ رکھیں جب کوئی چیز تقسیم کریں تو انصاف کو اختیار کریں۔ اور جو شخص ان امور کا خیال نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت فرشتوں کی لعنت سارے آدمیوں کی لعنت ایک مرتبہ حضورؐ ایک مکان میں تشریف لے گئے جہاں مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت تشریف رکھتی تھی۔ حضورؐ کو تشریف لاتا دیکھ کر ہر شخص اپنی جگہ سے ہٹ گیا اس امید پر کہ حضورؐ وہاں تشریف رکھیں۔ حضورؐ دروازے پر تشریف فرما رہے اور دروازہ کی دونوں جانبوں پر ہاتھ رکھ کر ارشاد فرمایا کہ میرا تم پر بہت حق ہے۔ یہ امر سلطنت کا قریش میں رہے گا۔ جب تک وہ تین باتوں کا اہتمام رکھیں۔ نمبر ۱ جو شخص ان سے رحم کی درخواست کرے اس پر رحم کریں نمبر ۲ جو فیصلہ

[۱] شفاء [۲]

کریں انصاف سے کریں۔ نمبر۳۔ جو معاہدہ کسی سے کرلیں اس کو پورا کریں اور جو شخص ایسا نہ کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے فرشتوں کی لعنت ہے تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔ حضورؐ کا پاک ارشاد ہے کہ جو شخص ایک چڑیا کو بھی بغیر حق کے ذبح کرے گا قیامت کے دن اس سے مطالبہ ہوگا۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس کا حق کیا ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کو ذبح کرکے کھایا جائے یہ نہیں کہ ویسے ہی ذبح کرکے پھینک دی جائے۔ بہت سی احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ غلام جو تمھارے ماتحت ہیں ان کو اس چیز سے کھلاؤ جس سے خود کھاتے ہو اس چیز سے پہناؤ جس سے خود پہنتے ہو اور جس سے موافقت نہ آئے اس کو فروخت کردو اس کو عذاب میں مبتلا کرنے کا کوئی حق نہیں[1]۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جب تمھارا کوئی خادم تمھارے لیے کوئی چیز پکا کر لائے کہ اس کی گرمی اور دھوئیں کی مشقت اس نے اٹھائی ہے تو تمھیں چاہیئے کہ اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کرو اگر اتنی مقدار نہ ہو کہ اس کو شریک کرسکو تو اس میں سے تھوڑا سا اسے بھی دے دو[2]۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ ماتحتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا مبارک ہے اور ان کے ساتھ بدخلقی برتنا بدبختی ہے[2]۔ غرض ہر نوع سے حضورؐ نے مخلوق پر رحم کی تاکید فرمائی مختلف نوع سے ان پر اکرام کی ترغیب دی۔

دوسرے کے توڑنے کے باوجود صلہ رحمی کرنا

(۹) عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل الذی اذا قطعت رحمہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے جو برابر سرابر کا معاملہ کرنے والا ہو۔ صلہ رحمی کرنے والا تو وہ ہے

[1] ترغیب [2] مشکوٰۃ [3] ایضاً۔

وصلها۔ رواہ البخاری کذا فی المشکوٰۃ۔ جو دوسرے کے توڑنے پر صلہ رحمی کرے

ف : بالکل ظاہر اور بدیہی بات ہے جب آپ ہر بات میں یہ دیکھ رہے ہیں کہ جیسا برتاؤ دوسرا کرے گا ویسا ہی میں بھی کروں گا تو آپ نے کیا صلہ رحمی کی؟ یہ بات تو ہر اجنبی کی ساتھ بھی ہوتی ہے کہ جب دوسرا شخص آپ پر احسان کرے گا تو آپ اس پر احسان کرنے میں مجبور ہیں۔ صلہ رحمی تو درحقیقت یہی ہے کہ اگر دوسری طرف سے بے التفاتی بے نیازی قطع تعلق ہو تو تم اس کے جوڑنے کی فکر میں رہو گے اس کو مت دیکھو کہ وہ کیا برتاؤ کرتا ہے اس کو ہر وقت سوچو کہ میرے ذمہ کیا حق ہے؟ مجھے کیا کرنا چاہیے دوسرے کے حقوق ادا کرتے رہو۔ ایسا نہ ہو کہ اس کا کوئی حق اپنے ذمہ رہ جائے جس کا قیامت میں اپنے سے مطالبہ ہو جائے اور اپنے حقوق کے پورا ہونے کا واہمہ بھی دل میں نہ لو بلکہ اگر وہ پورے نہیں ہوتے تو اور بھی زیادہ مسرور ہو کہ دوسرے عالم میں جو اجر و ثواب اس کا ملے گا وہ اس سے بہت زیادہ ہوگا جو یہاں دوسرے کے ادا کرنے سے وصول ہوتا۔ ایک صحابیؓ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے رشتہ دار ہیں میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہوں وہ قطع رحمی کرتے ہیں ان پر احسان کرتا ہوں وہ میرے ساتھ بُرائی کرتے ہیں میں ہر معاملہ میں تحمل سے کام لیتا ہوں وہ جہالت پر اُترے رہتے ہیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر یہ سب کچھ صحیح ہے تو تُو ان کے منہ میں خاک ڈال رہا ہے (یعنی خود ذلیل ہوں گے) اور تیری ساتھ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مدد شاملِ حال رہے گی جب تک تو اپنی اس عادت پر جما رہے گا[۱] اور جب تک اللہ جل شانہٗ کی مدد کسی کے شامل حال رہے نہ کسی کی برائی سے نقصان پہنچ سکتا ہے نہ کسی کا قطع تعلق نفع پہنچنے سے مانع ہو سکتا ہے[۵]

---

[۱] مشکوٰۃ

تُو نہ چھوٹے مجھ سے یارب تیرا چھٹنا ہے غضب

یوں میں راضی ہوں مجھے چاہے زمانہ چھوڑ دے

یہ کھلی حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کسی کا مددگار ہو جائے تو اس کو کب کسی دوسرے کی کسی مدد کی احتیاج باقی رہ سکتی ہے پھر ساری دنیا اس کی مجبوراً معین ہے اور ساری دنیا مل کر اس کو کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھے میرے رب نے نو باتوں کا حکم فرمایا ہے نمبر۱ حق تعالیٰ شانہٗ کا خوف ظاہر میں بھی اور باطن میں بھی (یعنی دل سے اور ظاہر سے یا خلوت میں اور جلوت میں) نمبر۲ انصاف کی بات خوشی میں بھی غصہ میں بھی (آدمی جب کسی سے خوش ہوا کرتا ہے تو عیوب چھپا کر تعریفوں کے پُل باندھا کرتا ہے جب خفا ہوتا ہے تو جھوٹے الزام تراشا کرتا ہے مجھے حکم ہے کہ ہر حالت میں انصاف کی بات کہوں) نمبر۳ میانہ روی فقر کی حالت میں بھی اور وسعت کی حالت میں بھی (نہ تنگی میں کنجوسی کروں نہ وسعت میں اسراف کروں۔ یا فقر میں جزع فزع کروں نہ غنا میں عُجب اور فخر کروں) نمبر۴ نیز یہ کہ جو شخص مجھ سے قطع تعلق کرے میں اس کے ساتھ بھی تعلقات وابستہ کروں۔ نمبر۵ اور جو شخص مجھے اپنی عطا سے محروم کرے میں اس کے ساتھ حسنِ سلوک کروں نمبر۶ جو شخص مجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر دوں (انتقام لینے کی فکر میں نہ پڑوں) نمبر۷ یہ کہ میرا سکوت (آخرت کا) یا اللہ تعالیٰ کی آیات کا فکر ہو نمبر۸ میری گویائی اللہ تعالےٰ کا ذکر ہو تسبیح وغیرہ یا اللہ کے احکام کا بیان) نمبر۹ میری نظر عبرت ہو (یعنی جس چیز کو دیکھوں عبرت سے دیکھوں) نمبر۱۰ اور میں نیک کام کا حکم کرتا ہوں[1]۔ شروع میں ۹ چیزیں فرمائی تھیں تفصیل میں دس ہو گئیں مگر یہ دسویں چیز سابقہ ۹ چیزوں کا اجمال بھی ہو سکتا ہے اور ۷ اور ۸ دو مقابل ہونے کی وجہ سے ایک بھی شمار ہو سکتے

---

[1] مشکوٰۃ

ہیں جیسا کہ شروع میں ظاہر، باطن ایک شمار ہوئے۔ خوشی اور غصہ ایک شمار ہوئے۔
حضرت حکیم بن حزام فرماتے ہیں ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا کہ افضل ترین صدقہ
کیا ہے ؟ حضور نے فرمایا کاشح رشتہ دار کے ساتھ حُسن سلوک کرنا۔ لہ کاشح اُس
شخص کو کہتے ہیں جو دل میں کسی سے بغض و کینہ رکھے۔ ایک حدیث میں حضور کا ارشاد
وارد ہوا ہے کہ جو شخص یہ پسند کرے کہ قیامت میں اس کو بلند مکانات ملیں اس کو
اونچے درجے ملیں، اس کو چاہیئے کہ جو شخص اس پر ظلم کرے اس سے درگذر کرے جو اس
کو اپنی عطا سے محروم رکھے اس پر احسان کرے اور جو اس سے تعلقات توڑے اُس
سے تعلقات جوڑے۔ کلہ ایک حدیث میں ہے کہ جب آیت شریفہ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ
بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ (اعراف ع ۲۴) معافی کو اختیار کرو، نیکی کا حکم کرو
اور جاہلوں سے اعراض کرو نازل ہوئی تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل
علیہ السلام سے اس کی تفسیر دریافت فرمائی تو انھوں نے عرض کیا کہ جاننے والے (اللہ
جل شانہٗ) سے دریافت کر کے عرض کروں گا وہ واپس تشریف لے گئے اور پھر آ کر عرض
کیا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو آپ پر ظلم کرے اس کو معاف کریں اور جو آپ کو اپنی
عطا سے محروم رکھے اس کو عطا فرمائیں اور جو آپ سے تعلقات توڑے اس سے تعلقات
جوڑیں۔ ایک اور حدیث میں اس واقعہ کے بعد یہ بھی ہے کہ اس کے بعد حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ میں تم کو دنیا اور آخرت کے بہترین
اخلاق بتاؤں ؟ صحابہ نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں حضور نے ارشاد فرمایا
جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو جو تمھیں اپنی عطا سے محروم رکھے اس کو عطا کرو جو تم سے
تعلقات توڑے اس سے صلہ رحمی کرو۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں تمھیں اوّلین و آخرین کے بہترین اخلاق بتاؤں ؟

لہ ترغیب کلہ درمنثور

میں نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو تمھیں اپنی عطا سے محروم رکھے اس کو عطا کرو جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو اور جو تم سے قرابت کے تعلقات توڑے اس کے ساتھ تعلقات جوڑو۔ حضرت عقبہؓ فرماتے ہیں حضورؐ نے مجھ سے فرمایا کہ میں تمھیں دنیا اور آخرت کے بہترین اخلاق بتاؤں پھر یہی تین چیزیں ارشاد فرمائیں اور بھی متعدد صحابہ کرامؓ سے یہ مضمون نقل کیا گیا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ آدمی خالص ایمان تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ یہ کام نہ کرے کہ اپنے سے تعلق توڑنے والوں کے ساتھ تعلقات جوڑا کرے۔ اپنے اوپر ظلم کرنے والوں کو معاف کیا کرے۔ اپنے کو گالیاں دینے والے کو بخش دیا کرے اور جو اپنے ساتھ برائی کرے اس کے ساتھ بھلائی کرے۔[۱]

دنیا میں بھی جلدی سزا

۱۰ عن ابی بکرۃ رضؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من ذنب احری ان یعجل اللہ لصاحبہ العقوبۃ فی الدنیا مع مایدخر لہ فی الاٰخرۃ من البغی وقطیعۃ الرحم۔ رواہ الترمذی وابوداؤد وکذا فی المشکوٰۃ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نہیں ہے کوئی گناہ جو زیادہ مستحق اس بات کا ہو کہ اس کا وبال آخرت میں ذخیرہ رہنے کے باوجود دنیا میں اس کی سزا بہت جلد نہ بھگتنی پڑے ان دو کے علاوہ۔ ایک ظلم، دوسرا قطع رحمی۔

ف: یعنی یہ دو گناہ ظلم اور قطع رحمی ایسے ہیں کہ آخرت میں تو ان پر جو کچھ وبال ہوگا۔

[۱] در منثور

وہ ہو ہی گا آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی ان کی سزا بہت جلد ملتی ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ ہر گناہ کی جب چاہے مغفرت فرما دیتے ہیں مگر والدین کی قطع رحمی کی سزا مرنے سے پہلے پہلے دے دیتے ہیں[۱] ایک حدیث میں ہے کہ ہر گناہ کی سزا اللہ جل شانہٗ آخرت پر مؤخر فرما دیتے ہیں لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا کو بہت جلد دنیا میں دے دیتے ہیں[۲] بہت سی احادیث میں یہ بھی مضمون ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ قیامت کے دن رحم (قرابت) کو زبان عطا فرماویں گے۔ وہ عرش معلی کو پکڑ کر درخواست کرتا رہے گا کہ یا اللہ جس نے مجھے ملایا تو اُس کو ملا اور جس نے مجھے قطع کیا تو اُس کو قطع کر۔ بہت سی احادیث میں ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں کہ رحم کا لفظ اللہ تعالیٰ کے پاک نام رحمٰن سے نکالا گیا ہے جو اس کو ملائے گا رحمٰن اس کو ملائے گا جو اس کو قطع کرے گا رحمٰن اس کو قطع کرے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ ہر پنج شنبہ کو اللہ جل شانہٗ کے یہاں اعمال پیش ہوتے ہیں قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ فقیہ ابو اللیثؒ فرماتے ہیں کہ قطع رحمی اس قدر بدترین گناہ ہے کہ پاس بیٹھنے والوں کو بھی رحمت سے دور کر دیتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ ہر شخص اس سے بہت جلد توبہ کرے اور صلہ رحمی کا اہتمام کرے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ صلہ رحمی کے علاوہ کوئی نیکی ایسی نہیں جس کا بدلہ بہت جلد ملتا ہو اور قطع رحمی اور ظلم کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں جس کا وبال آخرت میں باقی رہنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں جلدی نہ مل جاتا ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ایک مرتبہ صبح کی نماز کے بعد ایک مجمع میں تشریف فرما تھے فرمانے لگے میں تم لوگوں کو قسم دیتا ہوں کہ اگر اس مجمع میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا ہو تو وہ چلا جائے۔ ہم لوگ اللہ تعالیٰ شانہٗ

---

[۱] مشکوٰۃ [۲] جامع الصغیر

سے ایک دعا کرنا چاہتے ہیں اور آسمان کے دروازے قطع رحمی کرنے والے کے لیے بند ہو جاتے ہیں۔ یعنی اس کی دعا آسمان پر نہیں جاتی اس سے پہلے ہی دروازہ بند کر لیا جاتا ہے۔ اور جب اس کے ساتھ ہماری دعا ہوگی تو وہ دروازہ بند ہو جانے کی وجہ سے رہ جائے گی۔ ان کے علاوہ بہت سی روایات سے یہ مضمون معلوم ہوتا ہے اور دنیا کے واقعات بہت کثرت سے اس کی شہادت دیتے ہیں کہ قطع رحمی کرنے والا دنیا میں بھی ایسے مصائب میں پھنستا ہے کہ پھر روتا ہی پھرتا ہے اور اپنی حماقت اور جہالت سے اس کو یہ خبر بھی نہیں ہوتی کہ جتنے اس گناہ سے توبہ نہ کرے اس کی تلافی نہ کرے اس کا بدل نہ کرے جتنے اس آفت میں مبتلا ہے خلاصی نہ ہوگی چاہے لاکھ تدبیریں کرلے اور اگر کسی دنیوی آفت میں مبتلا ہو جائے تو وہ اس سے بہت ہلکی ہے کہ کسی بددینی میں خدا نہ کرے مبتلا ہو جائے کہ اس صورت میں اس کو پتہ بھی نہ چلے گا کہ توبہ ہی کرلے حق تعالیٰ شانہٗ ہی اپنے فضل سے محفوظ فرمائے۔

(انتہیٰ کلام شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ)

اضافہ از مرتب:

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ تم اپنے نسبوں کو سیکھو تاکہ اپنے رشتہ داروں کو پہچان کر ان سے صلۂ رحمی کرسکو، صلۂ رحمی سے محبت بڑھتی ہے، مال بڑھتا ہے اور موت کا وقت پیچھے ہٹ جاتا ہے (ترمذی)

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو یہ چاہتا ہو کہ اس کی عمر بڑھے اور اس کے رزق میں کشائش ہو اور وہ بری موت نہ مرے تو اس کو لازم ہے کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتا رہے[1]

ایک اور حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص صدقہ

---

[1] ترغیب وترہیب

دیتا رہے اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتا رہے اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرتا ہے اس کو بُری موت سے محفوظ فرماتا ہے اور اس کی مصیبتوں اور آفتوں کو دور فرماتا رہتا ہے۔ (ترغیب و ترہیب)

ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جنت میں وہ شخص گھسنے نہ پائے گا جو اپنے رشتہ داروں کے ساتھ قطع رحمی کرتا ہے۔

بخاری اور مسلم میں ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہیں تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ایک اعرابی آپ کی اونٹنی کی نکیل پکڑ کر کہا یا رسول اللہؐ مجھے ایسی بات بتائیے جس سے جنت ملے اور جہنم سے نجات ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک اللہ کی عبادت کر اور اس کے ساتھ شریک مت کر، نماز پڑھ، زکوٰۃ ادا کر اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرتا رہ۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضورؐ نے فرمایا کہ اگر یہ میرے حکم کی تعمیل کرتا رہے گا تو اس کو جنت ملے گی۔ (بخاری و مسلم)

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اللہ تعالیٰ کسی قوم سے ملک کو آباد کرتا ہے اور اس کو دولت اور ثروت عطا فرماتا ہے اور کبھی عداوت کی نگاہ سے ان کو نہیں دیکھتا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہؐ اس قوم پر اتنی مہربانی کیوں ہوتی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا کہ رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے کی وجہ سے ان کو یہ مرتبہ ملتا ہے۔ (ترغیب)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص نرم مزاج ہوتا ہے اس کو دنیا و آخرت کی خوبیاں ملتی ہیں اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنے اور پڑوسیوں سے میل جول رکھنے اور عام طور پر لوگوں سے خوش خلقی برتنے سے ملک سرسبز اور آباد ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والوں کی عمریں بڑھتی ہیں (ترغیب)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ مجھ سے ایک بہت بڑا گناہ ہوگیا ہے۔ میری توبہ کیوں کر قبول ہو سکتی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا تیری ماں زندہ ہے؟ اس نے کہا "نہیں" فرمایا کہ خالہ؟ اس نے کہا جی ہاں۔ فرمایا تو تُو اس کے ساتھ حسنِ سلوک کر (ترغیب)

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ ہر جمعہ کی رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں۔ قطع رحمی کرنے والے کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ (ترغیب)

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوطلحہ انصاریؓ کا ایک باغ تھا بیرحا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی تشریف لے جاتے تھے اور وہاں کا پانی نوش فرماتے تھے۔ جب قرآن پاک کی آیت لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون۔ (ترجمہ: تم نیکی کے کامل درجہ کو نہیں پہنچ سکتے جب تک ایسی چیزوں سے خرچ نہ کرو جو تم کو پسند ہیں) نازل ہوئی تو ابوطلحہؓ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اپنا باغ بیرحا سب سے زیادہ محبوب ہے میں اسی کو خیرات کرتا ہوں۔ آپ جیسا مناسب سمجھیں اس کے موافق اس کو خرچ کریں۔ حضورؐ نے بہت زیادہ مسرت کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ بہت عمدہ مال ہے۔ میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اس کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ ابوطلحہؓ نے عرض کیا جیسی آپ کی مرضی ہو۔ تو حضورؐ نے اس باغ کو ان کے رشتہ داروں میں اور چچیرے بھائی بہنوں میں تقسیم فرما دیا (بخاری، مسلم)

خلاصۂ کلام

مندرجہ بالا مضمون سے صلہ رحمی کے جو فائدے معلوم ہوئے ان کا

خلاصہ یہ ہے :

(۱) صلۂ رحمی سے محبت بڑھتی ہے ۔

(۲) مال بڑھتا ہے ۔

(۳) عمر بڑھتی ہے ۔

(۴) رزق میں کشائش ہوتی ہے ۔

(۵) آدمی بُری موت نہیں مرتا ۔

(۶) اس کی مصیبتیں اور آفتیں ٹلتی رہتی ہیں ۔

(۷) ملک کی آبادی اور سر سبزی بڑھتی ہے ۔

(۸) گناہ معاف کیے جاتے ہیں ۔

(۹) نیکیاں قبول کی جاتی ہیں ۔

(۱۰) جنّت میں جانے کا استحقاق حاصل ہوتا ہے ۔

(۱۱) صلۂ رحمی کرنے والے سے خدا اپنا رشتہ جوڑتا ہے ۔

(۱۲) جس قوم میں صلۂ رحمی کرنے والے ہوتے ہیں اُس قوم پر خُدا کی رحمت نازل ہوتی ہے ۔

آخر میں قرابت داروں کے حقوق پر اس رسالہ کو ختم کرتا ہوں ۔

اہل قرابت کے حقوق

۱ ۔ ان کے ساتھ محبّت والفت کا برتاؤ کیا جائے ۔

۲ ۔ معاملہ کیا جائے تو رعایت و مروّت کے ساتھ ۔

۳۔ کبھی کبھی اُن کو تحفے بھیجے جائیں۔ ۴۔ وہ تحفہ بھیجیں تو قبول کر لیا جائے۔
۵۔ ان کی بیوی بچوں کی، اور ان کی عزت و ناموس کی حفاظت کی جائے۔
۶۔ وہ اگر محتاج ہوں تو گنجائش کے موافق ان کی خبر گیری کی جائے۔
۷۔ وہ اگر روزگار کے متلاشی ہوں، اور ہو سکتا ہو تو ان کو روزگار دلانے میں کوشش کی جائے۔ ۸۔ ان کے ساتھ سلوک کر کے احسان نہ جتایا جائے۔
۹۔ اُن کے دکھ درد میں محبت و ہمدردی سے شرکت کی جائے۔
۱۰۔ اُن کے کام کاج میں ان کا ہاتھ بٹایا جائے۔
۱۱۔ اُن کو قرض کی ضرورت ہو اور ہم دے سکتے ہوں تو اُن کو قرض دیا جائے۔
۱۲۔ ان کے بزرگوں کو اپنا بزرگ اور ان کے چھوٹوں کو اپنا چھوٹا سمجھا جائے۔
۱۳۔ کبھی کبھی ان کے گھر پر جا کر ان کی مزاج پرسی کی جائے۔
۱۴۔ وہ آئیں تو محبت و تعظیم سے ان کو لیا جائے۔
۱۵۔ ان کی عزت و ناموس کو اپنی عزت و ناموس اور ان کی بے آبروئی کو اپنی بے آبروئی سمجھی جائے۔
۱۶۔ جس بات کو اپنے لیے پسند نہ کرتے ہوں اُن کے لیے بھی پسند نہ کریں۔
۱۷۔ اگر اتفاقاً کچھ رنجش ہو جائے تو تین روز سے زیادہ کلام و سلام بند نہ کریں۔
۱۸۔ دو بھائیوں میں رنج ہو جائے تو ان کی آپس میں صلح کرا دیں۔
۱۹۔ ان سے احیاناً کوئی بُرا کام ہو جائے تو ان کو رسوا نہ کریں۔
۲۰۔ وہ کسی بُری عادت میں مبتلا ہوں تو نرمی اور خوش تدبیری سے اس عادت کے چھڑانے کی کوشش کریں۔
۲۱۔ وہ ہم سے پرخاش کرنے پر آمادہ ہوں تو ہم طرح دیں۔
۲۲۔ وہ برادرانہ تعلقات کو توڑنا چاہیں تو ہم اس سے باز رہیں۔

۲۳۔ وہ کسی قدر ہم کو تکلیف پہونچائیں تو ہم صبر کریں۔
۲۴۔ کوئی جھگڑا پیش آجائے تو اس کو سہولت و نرمی سے طے کریں۔
۲۵۔ اگر اپنا تھوڑا سا نقصان بھی ہوتا ہو تو اس کو گوارہ کریں مگر ان سے نہ بگاڑیں۔

علاوہ حقوق مذکورہ بالا کے جو حقوق عام مسلمانوں کو حاصل ہیں، وہ ان کو بھی حاصل ہیں، مثال کے طور پر چند باتیں ہیں بیان کرتا ہوں، ان پر اور باتوں کو بھی قیاس کرنا چاہیئے، ملاقات کے وقت سلام کرنا، سلام کا جواب دینا مصافحہ کرنا، نرمی اور خوش خلقی سے گفتگو کرنا، ان کی خطاؤں سے درگذر کرنا، ان کے بھیدوں کو فاش نہ کرنا، ان کے عیبوں کا ٹوہ نہ لگانا، غیبت نہ کرنا، بہتان نہ باندھنا، ان کے رنج سے رنجیدہ اور خوشی سے خوش ہونا اور دل کو بغض و حسد سے پاک رکھنا، ان کے سوا بہیتسبیوں باتیں اور بھی ہیں، جن کے واسطے کتاب الاخلاق کا معائنہ درکار ہے، ہمارے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے لاتمم مکارم الاخلاق میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ لوگوں کے اخلاق درست کروں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ

(ڈاکٹر) محمد اسماعیل غفرلہ
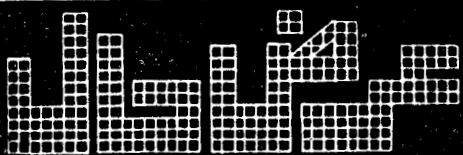
اے خدا !! اے میرے ستار العیوب — میرے مولا میرے غفار الذنوب

تجھ پہ روشن ہیں میرے سارے عیوب — جانتا ہے تو مری حالت کو خوب

سخت طغیانی پہ ہے بحرِ ذنوب — لے خبر کشتی مری جائے نہ ڈوب

یاس نے بس اب تو ہمت توڑ دی — اب تو کشتی تجھی پر چھوڑ دی

لاکھ ٹوٹی ناؤ ہے منجدھار ہے — ناخدا تو ہے تو بیڑا پار ہے

توبہ پھر کرتا ہوں میں توبہ شکن — منہ نہیں توبہ کا گو اے ذوالمنن

روک لایعنی سے اب میری زباں — ذکر میں تیرے رہوں رطب اللساں

رہ گئے ہیں زندگی کے دن بھی کم — اب تو ہو جائے مرے اوپر کرم

کیوں ہراساں ہوں بڑا قادر ہے تو — زانکہ خود فرمودۂ لا تقنطوا

غرقِ بحرِ معصیت ہوں سربسر — رحم کر مجھ پر الٰہی رحم کر

ہمتِ ترکِ معاصی کر عطا — بخش دے سارے مرے جرم و خطا

اب تو ایسی دے مجھے توفیق تو — تیرے پاس آؤں میں ہو کر سرخرو

دین داروں کی سی ہے صورت مری — کر دے یارب ویسی ہی سیرت مری

آخری عرضِ گدا ہے شاہ سے — تا دمِ آخر نہ بھٹکوں راہ سے

سب سے بڑھ کر ہے یہ عرضِ مختصر — خاتمہ کر دے مرا ایمان پر

مرتبوں کی تو کہاں ہے حیثیت — مغفرت ہو مغفرت ہو مغفرت ہو

یہ مناجات اے خدا مقبول ہو — درگذر فرما اگر کچھ بھول ہو

صدیقی ٹرسٹ
صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس
۴۵۸ گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

القادر پرنٹنگ پریس فون : ۷۷۲۲۲۷۴۸

توجّہ فرمائیے

(۱) ٹرسٹ کسی قسم کا کوئی چندہ وصول نہیں کرتا اور نہ ہی کسی کو ایسا کرنے کا اختیار ہے۔ البتہ کارِ خیر اور صدقہ جاریہ میں شرکت کیلئے دعوتِ عام ہے۔ تبلیغ دین اور اصلاح معاشرہ کی کوشش کرنا اس زمانہ فرضِ عین ہے جو اصحابِ خیر حصّہ لینا چاہیں براہِ راست بذریعہ بنک ڈرافٹ اور منی آرڈر اپنے عطیات روانہ کرسکتے ہیں یا ہمارے اکاؤنٹ نمبر ۵۵۷ حبیب بنک لمیٹڈ لسبیلہ مارکیٹ برانچ نشتر روڈ کراچی میں جمع کراسکتے ہیں۔

(۲) جو اصحاب ہر ماہ رسائل کے طالب ہوں وہ رُکنیت فارم طلب فرمائیں، تفصیلات فارم کے ہمراہ بھیجدی جائینگی بیرونِ پاکستان بھی رُکنیت لی جاسکتی ہے۔

(۳) یہ رسائل رعائتی قیمت پر حاصل کرکے اپنے حلقۂ احباب برادری اور طلباء میں تقسیم کیجئے۔ دین کا علم سیکھنے اور سکھانے کا یہ سہل طریقہ ہے۔ اختلافِ مسلک سے دور رہ کر دین کی بنیادی تعلیمات پیش کی جاتی ہیں۔

(۴) اراکین کو ماہ بہ ماہ اردو رسائل نئے طبع شدہ روانہ کیے جاتے ہیں پہلے شائع شدہ رسائل یا انگریزی، سندھی، عربی، فارسی، پشتو، بلوچی اور گجراتی تراجم رعائتی قیمت ادا کرکے طلب کئے جاسکتے ہیں چند رسائل درکار ہوں تو ڈاک ٹکٹ بھیج کر منگواسکتے ہیں۔ زیادہ تعداد میں ضرورت ہو تو رجسٹرڈ پارسل طلب کیجئے جس کے لیے رقم منی آرڈر یا بینک ڈرافٹ سے ارسال کیجئے، وی پی بھی طلب کیا جاسکتا ہے۔ ڈاک خرچ خریدار کے ذمّہ ہوگا۔

(۵) ٹرسٹ تجارتی ادارہ نہیں ہے۔ یہ صرف تبلیغ و اصلاح کے لیے سرگرم عمل ہے۔ رعائتی قیمت پر کتب و رسائل کی ترسیل ان حضرات کیلئے ہے جو انہیں فی سبیل اللہ تقسیم کریں اور تبلیغ دین کیلئے کوشاں ہوں یہ طریق کار محض خدمت و تعاون کے جذبہ کے تحت اپنایا گیا ہے۔ آپ اپنے ذوق کے مطابق حصّہ لے سکتے ہیں۔

اس اعلان کے ساتھ سابقہ تمام اعلانات منسوخ تصور کئے جائیں۔ یکم فروری ۱۹۹۵ء

صدیقی ٹرسٹ

صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس
۴۵۸، گارڈن ایسٹ نزد لسبیلہ چوک کراچی ۷۴۸۰۰

حی علی الفلاح
صدیقی ٹرسٹ پوسٹ بکس ۶۰۹ کراچی
SIDDIQI TRUST
SIDDIQI HOUSE, AL-MANZAR APARTMENTS
458, GARDEN EAST, G.P.O. Box No. 609
KARACHI-74800 PAKISTAN